آیۃ نور کی عالمانہ، عارفانہ، عاشقانہ تشریح

نور والا آیا ہے
نور لے کر آیا ہے

تحریر
حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی

حافظ محمد قمر الزمان حافظ محمد ضیاء الزمان

بزمِ عشاق
جامع مسجد عمر رضی اللہ عنہ
نیو پٹھان والا، جھنگ روڈ، فیصل آباد موبائل نمبر: 0300 666 17 55

نحمده و نصلی و نسلم علی رسوله الکریم

اما بعد

فاعوذ باالله من الشیطن الرجیم

بسم الله الرحمن الرحیم

قد جاء کم من الله نور و کتاب مبین

صدق الله العلی العظیم

محبت سے درود و سلام

الصلوٰۃ والسلام علیك یارسول الله

وعلی الك واصحابك یا حبیب الله

محترم ومعزز سامعین کرام! اللہ کریم کی توفیق وعطا سے اور محبوب دو جہاں ﷺ کی نظر عنایت سے آج ہمارا عنوان تکلم ہے ''نوروالا آیا ہے نور لے کر آیا ہے''۔

محترم سامعین کرام! اللہ کریم نے ارشاد فرمایا۔ قد جاء کم من الله نور و کتاب مبین ''بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب'' (پ ٦)۔ اس آیت کریم کے بارے میں مفسرین کرام فرماتے ہیں۔ قد جاء کم من الله نور و رسول' یعنی محمد ﷺ (تفسیر ابن عباس ص ۷۱)۔

امام فخر الدین رازی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ بے شک نور سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں۔ تفسیر کبیر۔ امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ تحقیق تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور آیا' وہ نبی کریم ﷺ ہیں۔ (تفسیر جلالین ص ۹۷)۔ نوٹ:۔ ان مستند تفاسیر میں بھی یہی معنی ومفہوم ہے۔ تنویر المقیاس من تفسیر ابن عباس' خازن و مدارک' تفسیر کبیر' تفسیر بیضاوی' تفسیر روح البیان' تفسیر مظہری' تفسیر حقانی' تفسیر روح المعانی' تفسیر قرطبی' تفسیر ابن جریر' تفسیر حسینی' تفسیر معالم التنزیل' تفسیر سراج المنیر' تفسیر ابوسعود' تفسیر صاوی' خزائن العرفان' تفسیر المراغی' تفسیر مواہب الرحمان' ایسر التفاسیر' تفسیر القران الجلیل' نور العرفان' تفسیر زاد المسیر' تفسیر الواضح' المیزان فی تفسیر القران' کنز الایمان' تفسیر سواطع الالہام' تفسیر درمنثور' تفسیر نیشا پوری' زرقانی' عرفان القران' تفسیر علوم قران' تفسیر جمل' تفسیر عزیزی' تفسیر روح لبید' تفسیر القران العزیز' تفسیر غرائب القران' تفسیر فتح الرحمٰن' تفسیر فتح القدیر' تفسیرات احمدیہ' تفسیر عثمانی' تفسیر نسفی' تفسیر کشاف' موضوعات کبیر' تفسیر محمدی' ھونور الانوار النبی المختار (ﷺ) مطالع المسرات' جواہر البحار' نسیم الریاض' زرقانی علی المواہب' شمائل الاتقیاء' سیرت حلبیہ' شفاء شریف جمع الوسائل' اشعۃ اللمعات' شواہد النبوت' مدارج النبوت'

تواریخ حبیب اللہ' آفتاب نبوت' فتاویٰ میریہ' فیوض الحرمین' صحائف السلوک' میلادنبوی' سرالاسرار' فتاویٰ رشیدیہ ملفوظات حکیم الامت' ذکرالنبی ﷺ' عطرالورد' خطبات حکیم الامت' عقائدالاسلام' شہاب الثاقب' انوارالباری' احسن الفتاویٰ' علم الاولین' ملفوظات حکیم الامت' وحیداللغات' اتمام البرہان' مواعظہ میلادالنبی ﷺ' فتاویٰ حدیثیہ' حجۃ اللہ علی العالمین' فتوحات احمدیہ' اربعین' مدح خیرالبریہ' تاریخ الخمیس' مجربات امام غزالی' نشرالطیب' باغ جنت' امدادالفتاویٰ' رحمۃ اللعالمین' جمال مصطفیٰ ﷺ' فتاویٰ سلفیہ' خطبات ثنائی' سراجامنیر' سیدالبشر' رحمت دو عالم' نورالنور۔ فقیر کم از کم گیارہ سو کتب میں محبوب کریم ﷺ کے نور ہونے کے بارے میں مواد دکھا سکتا ہے۔ خوف طوالت کی وجہ سے چند حوالہ جات پر اکتفا کرتا ہوں۔

سامعین محترم! توجہ فرمائیں۔ جمہور اہل اسلام کا یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ قرآن پاک تمام آسمانی کتابوں میں بے مثل و بے نظیر ہے اور یہ اس لئے نہیں کہ قرآن کریم کلام الٰہی ہے بلکہ اس لئے کہ اس کی نسبت محبوب کریم ﷺ کی طرف ہے اور رحمت کائنات ﷺ کی کتاب ہے۔ کیونکہ اگر یہ صرف اس لئے ہی بے مثل اور بے نظیر ہوتا کہ یہ کلام الٰہی ہے تو تورات' زبور اور انجیل بھی تو کلام الٰہی ہیں۔ مگر جس کتاب کی مثل لانے کے لئے کفار کو تحدی اور اعلان عام کیا گیا ہے۔ وہ نہ تورات کے لئے ہے اور نہ ہی زبور وانجیل کے لئے۔

حاکم کائنات ﷺ نے چاند کو توڑا' اللہ کریم نے کفار مکہ کو یہ نہیں فرمایا کہ تم بھی توڑ کر دکھاؤ۔ جان رحمت ﷺ نے پتھروں کو پانی پر تیرایا' اللہ نے یہ نہیں فرمایا کہ تم بھی ایسا کر کے دکھاؤ۔ شہنشاہ کون و مکان ﷺ نے جلی ہوئی کھجور کو اگایا۔ اللہ نے یہ نہیں فرمایا کہ تم بھی ایسا کر کے دکھاؤ۔ مگر رحمت دوجہاں ﷺ نے قرآن پاک کی تلاوت کرنا شروع کی اور کفار مکہ نے اس کے کلام الٰہی ہونے کا انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ سے ایک عام اعلان کروایا۔ قل لین اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل هذا القران لا یاتون بمثله ولوکان بعضهم لبعض ظهیرا (بنی اسرائیل)۔ ''اے محبوب ﷺ! اعلان کر دیں کہ اگر ساری دنیا کے انسان اور جن ایک دوسرے کے مددگار بن کر بھی کوشش کریں کہ ایسا قرآن لے آویں تو نہ لاویں گے اس کی مثل''۔ اس آیت میں تو سارے قرآن کی مثل لانے کو کہا گیا ہے لیکن سورۃ ہود میں صرف دس سورتوں کا جواب مانگا گیا ہے۔ اس کے بعد دس سورتوں کو بھی گھٹا کر ایک ہی سورۃ لانے کا اعلان کیا گیا ہے۔ قل فأتو بسورة مثله (سورۃ یونس) ''اے میرے محبوب (ﷺ)! آپ فرما دیں کہ اگر تم کو اس کے کلام الٰہی ہونے میں شک ہے تو اس جیسی ایک سورۃ پیش کرو''۔ پھر ایک سورۃ کو کم کر کے صرف ایک بات پیش کرنے کو کہا گیا ہے۔ فلیأ توا بحدیث مثله (سورۃ طور) ''پس اگر تمہیں کوئی شک ہے تو ایسی ہی ایک بات کر کے دکھاؤ'' اور وہ یقیناً نہیں کر سکتے تھے۔ اس لئے کہ محبوب کریم ﷺ جیسی بات تو وہ تب کرتے جب ان کا ویسا منہ ہوتا۔ قرآن کریم کی ان تصریحات پر غور کرنے کے بعد کیا یہ حقیقت واضح نہیں ہو جاتی کہ آج سے چودہ سو

سال پہلے کوہ صفا کی ایک چٹان پر کھڑے ہو کر مالک دو جہاں ﷺ نے یہ اعلان فرمایا کہ دنیا کا کوئی انسان اس قرآن کی مثل پیش کرے۔ مگر کیا یہ امر واقع نہیں ہے کہ ان چودہ صدیوں کا ایک ایک سال گزر گیا لیکن ایک آواز بھی اس کو قبول کرنے کے لئے بلند نہیں ہوئی اور پھر یہ اعلان اس وقت فرمایا گیا جبکہ سرزمین عرب کے قبیلہ قبیلہ میں فصیح اللسان شاعر اور آتش بیان خطیب موجود تھے۔ مگر کیا یہ حقیقت نہیں کہ کفار عرب نے اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کی تکذیب کے لئے کیا کچھ نہیں کیا۔ انہوں نے اس راہ میں جان و مال قربان کیا' دین و مذہب برباد کیا' اپنے عزیزوں اور فرزندوں کو نثار کیا' خود اپنی جانیں ہتھیلیوں پر رکھیں۔ ان کے سپاہیوں نے جنگ کے میدانوں میں پرے جمائے۔ ان کے دولتمندوں نے اپنے خزانے کھول دیئے اور ان کے شاعروں اور خطیبوں نے اپنی آتش بیانیوں سے عرب کے تمام ریگستانوں کو تنور بنا دیا۔ انہوں نے یہ سب کچھ کیا مگر قرآن پاک کی مثال پیش نہ کر سکے۔ کیونکہ اس کے سیپارے' اس کی سورتیں' اس کی آیتیں اور ان آیتوں کا ایک ایک لفظ اور ایک ایک حرف محبوب کریم ﷺ کی زبان پاک سے نکلا ہوا تھا۔

وہ نبی ﷺ جس کی زبان پاک سے نکل کر کلام الٰہی بے مثل و بے نظیر ہو جائے' وہ ہماری مثل کیسے ہو سکتا ہے اور قرآن پاک کو بے مثل اور بے نظیر بنانے اور پھر یہ اعلان کرنے کہ ''اس کی مثل پیش کرو'' میں یہ ثابت کرنا تھا کہ جب یہ کتاب ساری دنیا کی آسمانی اور غیر آسمانی کتابوں میں بے مثل ہے تو صاحب قرآن ﷺ دنیا کے کسی بشر کی مثل کیسے ہو سکتے ہیں۔ نور والا آیا ہے نور لے کر آیا ہے' کتاب منیر جیسی کوئی کتاب نہیں اور صاحب کتاب ﷺ سراجا منیرا جیسا پوری کائنات میں کوئی نہیں۔

سامعین محترم! اللہ کریم نے اپنے محبوب ﷺ کو سراجا منیرا فرمایا ہے۔ یعنی ہمیشہ چمکنے والا چراغ اور قرآن پاک میں دوسرے مقامات پر اللہ کریم نے سورج اور چاند کو بھی سراج فرمایا ہے۔ سورۃ الفرقان' پ۱۹۔ تبارك الذی جعل فی السمآء بروجاً و جعل فیها سراجا و قمراً منیرا۔ سورۃ نوح' پ۲۹۔ وجعل القمر فیهن نورا و جعل الشمس سراجا۔ سورۃ یونس' پ۱۱۔ هو الذی جعل الشمس ضیاء و القمر نورا۔ تفسیر روح البیان جلد۳' ص۱۲۰۔ سورج بھی چراغ ہے اور محبوب کریم ﷺ بھی چراغ ہیں۔ سورج آسمان کا چراغ ہے اور جان کائنات ﷺ زمین کا چراغ ہیں۔ سورج دنیا کا چراغ ہے اور محبوب کریم ﷺ دین کے چراغ ہیں اور سورج طلوع ہونے پر سوئے ہوئے لوگ جاگ اٹھتے ہیں لیکن رحمت دو جہاں ﷺ کے ظہور سے تمام کائنات وجود میں آ گئی۔

☆ علامہ راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ سراجا منیرا کا معنی بیان کرتے ہیں کہ ہر وہ شے جو خود روشن ہو اور دوسری چیز کو روشن کرے اسے سراج کہتے ہیں۔

☆ قرآن پاک میں سورج کو سراج اور چاند کو منیرا فرمایا ہے۔ مگر ہمارے آقا کریم ﷺ کو ان دونوں صفات سے متصف کیا گیا ہے۔ یعنی سراج بھی اور منیرا بھی۔ سورج کی روشنی دن کو ہوتی ہے اور چاند

کی ضیاء رات کو۔ لیکن نور الہی ﷺ کے نور کی ضیاء پاشیاں دن کو بھی اور رات کو بھی ہوتی رہتی ہیں۔
پھر اسی سراجا منیرا کی روشنی کفر و شرک کے اندھیروں میں پھیلی' ضلالت و گمراہی کی تاریکیوں میں اسی چراغ کی لو نے رشد و ہدایت کا راستہ دکھایا اور الحاد و باطل کی ظلمتوں میں گھرے ہوئے انسانوں کو حق و صداقت کی روشنی ملی۔

دن کو اسی سے روشنی شب کو اسی سے چاندنی
سچ تو یہ ہے کہ روئے یار شمس بھی ہے قمر بھی ہے

☆ علامہ محمد بن عبدالباقی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ محبوب کریم ﷺ کو اس لئے سراج یعنی چراغ کہا گیا ہے کہ ایک چراغ سے دوسرے ہزاروں چراغ روشن کئے جا سکتے ہیں اور پہلے چراغ کی روشنی میں کسی طرح کی کمی واقع نہیں ہوتی۔

سامعین محترم! اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ رحمت دو جہاں ﷺ کے چراغ سے ہی تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوتوں کے چراغ روشن ہوئے اور اسی چراغ کی ضیا پاشی سے ہی ساری کائنات عالم کے اندھیروں سے نکل کر وجود کے اجالوں میں آئی۔ جیسا کہ حاکم کائنات ﷺ نے فرمایا ہے کہ انا من نور اللہ و کل خلائق من نوری کہ ''میں اللہ کے نور سے ہوں اور تمام مخلوق میرے نور سے ہے''۔

☆ محدث ابن جوزی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ سراجا لکوننا و منیرا علی وجودنا کہ ''رحمت دو عالم ﷺ ہمارے وجود کے لئے سراج ہیں اور ہمارے وجود پر روشنی ڈالنے والے ہیں'' یعنی منیراً۔ علامہ قسطلانی شارح بخاری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ راحت جاں ﷺ روشنی ہیں' سراج کامل ہیں۔ لیکن سورج کی طرح وھاج یعنی تپش دینے والی اور جلانے والی صفت سے متصف نہیں ہیں۔ بلکہ منیرا فرمایا کیونکہ منیرا اس چراغ کو کہتے ہیں جو روشنی تو دے لیکن جلائے نہیں۔ سورج کی صفت وہاج ہے اور چاند کی صفت منیرا۔ سراجا و ھاجا اور قمرا منیرا۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو سراج یعنی چراغ کیوں فرمایا۔ جبکہ سورج کی روشنی چاند کی چمک اور ستاروں کی دمک چراغ سے بہت زیادہ ہے۔ اس کے کئی جواب ہیں۔

☆ محبوب کریم ﷺ کے عاشقو! یہ تو ٹھیک ہے کہ سورج' چاند اور ستاروں کی روشنی اور چمک دمک بہت ہے لیکن قرآن پاک کے مطابق ان کی منزلیں مقرر ہیں اور ان کے چلنے کے راستے متعین ہیں۔ یہ ان منزلوں اور راستوں کے علاوہ ادھر ادھر نہیں چل سکتے۔ مثلاً سورۃ یٰسین میں ہے کہ ''سورج اپنی مقررہ راہ پر چلا جاتا ہے اور چاند کے لئے ہم نے منزلیں متعین کر دی ہیں''۔

مگر ان کے خلاف چراغ کے لئے کوئی راہ اور کوئی منزل مقرر نہیں ہے۔ اسے جہاں کوئی چاہے لے جائے۔ جہاں اندھیرا ہو چراغ کو لے جایا جا سکتا ہے۔ اسی لئے جان رحمت ﷺ ہر جگہ اور ہر آن

حاضر و ناظر ہیں۔

☆ علامہ صفوری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ محبوب کریم ﷺ کو سورج اور چاند کی بجائے چراغ اس لئے کہا گیا ہے کہ سورج بہت دور ہے اور رحمت دو جہاں ﷺ ہر پکارنے والے کے قریب ہیں۔

☆ رحمت دو جہاں ﷺ کو اس لئے سراج فرمایا گیا ہے کہ سورج کی طرف دیکھا جائے تو آنکھیں چندھیا جاتی ہیں اور نظر ٹھہرتی نہیں لیکن برخلاف اس کے سراج یعنی چراغ کو جب کوئی چاہے دیکھ سکتا ہے۔

☆ رحمت دو عالم ﷺ کو سورج، چاند اور ستارہ اس لئے نہیں کہا گیا کہ قیامت کے دن نہ سورج رہے گا نہ چاند رہے گا اور نہ ہی ستارے رہیں گے۔ کہ "سورج بے نور ہو جائے گا، ستارے جھڑ جائیں گے اور چاند پھٹ جائے گا"۔

مطلب یہ کہ اللہ کریم نے یہ قبول نہ کیا کہ میں اپنے محبوب ﷺ کو ایسی چیز کہوں جو مٹنے والی ہے۔ یہ تو سب کچھ مٹ جائے گا لیکن رحمت دو جہاں ﷺ کی نبوت کا چراغ تو قیامت میں بھی چمکے گا۔

☆ اس لئے بھی رحمت دو جہاں ﷺ کو سراج یعنی چراغ کہا گیا ہے کہ چراغ مسکینوں، فقیروں، محتاجوں اور غریبوں کی علامات میں سے ہے اور رسول مکرم ﷺ بھی غریبوں کے حامی، فقیروں کے دستگیر، محتاجوں کے آسرا، کمزوروں کے مددگار مسکینوں کے سہارا ہیں۔

موجودہ عیاشی و فحاشی کے دور اور فسق و فجور کے زمانہ کی طرف نگاہ اٹھائیں تو دولتمندوں کی رنگین کوٹھیوں اور سرمایہ داروں کے مزین بنگلوں میں طرح طرح کے بجلی کے قمقمے، قسم قسم کے فانوس اور رنگ برنگ کی قندیلیں جگمگاتی نظر آئیں گی۔ مگر اس کے برخلاف، غریبوں کی جھونپڑیوں، مفلسوں کے کچے مکانوں اور مزدوروں کی بوسیدہ کوٹھڑیوں میں آج بھی ٹمٹماتے ہوئے چراغ اور مٹی کے دیوں کی مدھم سی روشنی دکھائی دیتی ہے۔

☆ لوگوں نے اللہ کے سوا سورج کی پرستش کی اور اللہ کریم نے یہ منظور نہ کیا کہ جس چیز اور جس مخلوق کی لوگ میرے سوا پوجا کریں اس شے اور اس مخلوق کا نام میں اپنے محبوب ﷺ کو دوں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے محبوب کریم ﷺ کو سورج کی بجائے سراج فرمایا ہے۔ کیونکہ آج تک کسی نے سراج کو اپنا رب نہیں کہا۔

مگر دوستو! حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ایک ایسا وقت بھی آیا تھا کہ اپنی قوم کو بطور توریہ، بطور تعجب اور قوم کے زعم باطل کی بنا پر اسے جھوٹا ثابت کرنے کے لئے سورج کو دیکھ کر پھر چاند اور ستارے کو دیکھ کر کہا تھا کہ یہ میرا رب ہے۔ حالانکہ قوم کو بتانا یہ تھا کہ سورج، چاند اور ستاروں کی پرستش کرنے والو جو طلوع ہو کر ڈوب جائے وہ میرا رب کیسے ہو سکتا ہے۔

☆ سورج، چاند اور ستارے اپنا قائم مقام نہیں رکھتے یعنی ان سے کسی اور چیز کو منور نہیں کیا جا سکتا اور ان سے کوئی اپنا چراغ روشن نہیں کر سکتا۔ مگر چراغ اپنا قائمقام رکھتا ہے اور ایک چراغ سے ہزاروں اور

لاکھوں چراغ جلائے جاسکتے ہیں۔ جیسے کہ رحمت دو جہاں ﷺ کے نبوت کے چراغ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اولیائے عظام رحمتہ اللہ علیہم کے چراغ روشن ہوئے۔ سورج اور سراج کہنے میں حکمت اور وجہ تشبیہ یہ ہے کہ جس طرح سورج کے وجود سے روزہ دار پر کھانا اور پینا حرام ہو جاتا ہے اور اس کے غروب ہونے پر حلال ہو جاتا ہے۔ اسی طرح بوجود حب محمد تحرم النار علی المومن و بفقد حبه تحل له النار کہ ''رحمت دو جہاں ﷺ کی محبت کے ہوتے ہوئے ہر مومن پر دوزخ کی آگ حرام ہے اور محبت کے نہ ہونے سے آتش جہنم لازم ہو جاتی ہے''۔

سامعین محترم! یاد رہے کہ سراجا منیرا فرمایا ہے۔ سراجا مضیئا نہیں فرمایا۔ حالانکہ معنی دونوں کا ایک ہی ہے۔ یعنی چمکنا اور روشن ہونا۔ مگر معنی ایک ہونے کے باوجود بھی منیرا اور مضیئا میں فرق ہے۔ وجہ یہ کہ مضیئا اس چراغ کو کہتے ہیں جو پھونک اور ہوا سے بجھ جائے لیکن منیرا اس چراغ کو کہتے ہیں جو طوفانوں اور آندھیوں سے بھی نہ بجھے۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

یریدون لیطفؤا نور الله بافواههم والله متم نوره ولو كره الكافرون ۔ نور اللہ سے مراد ذات مصطفیٰ ﷺ ہے (تفسیر نسفی، درمنثور)۔ اے میرے محبوب ﷺ! تیرے نور کے چراغ کو میں نے روشن کیا ہے لیکن ان کافروں کا ارادہ ہے کہ پھونکوں سے تمہارے چراغ کو بجھا دیں۔ لیکن وہ قیامت تک ایسا نہ کر سکیں گے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے نور پاک کے چراغ کو تمام اور پورا رکھے گا۔ یعنی قیامت تک اور قیامت کے دن بھی تمہاری نبوت کا چراغ جلتا رہے گا۔

☆ سورج، چاند اور ستاروں کی روشنی زمین کے اوپر ہی رہتی ہے۔ زمین کے اندر نہیں جاتی لیکن محبوب کریم ﷺ کی نبوت کے چراغ کی روشنی تو انسانوں کے دلوں کو بھی نور ایمان سے منور کرتی ہے اور زمین کے اندر قبر کے ظلمت کدہ میں بھی اجالا کرتی ہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ نے محبوب کریم ﷺ کو السراج سے تشبیہ کیوں دی؟ اس کے بھی کئی جوابات ہیں۔

☆ جب دنیا پر اندھیرا چھا جاتا ہے تو روشنی کے لئے اللہ تعالیٰ آفتاب نکالتا ہے۔ اسی طرح جب خطہ ارضی پر کفر کا اندھیرا چھا گیا۔ شرک کی ظلمت اور ضلالت و گمراہی کی تاریکی چھا گئی تو اللہ کریم نے رحمت دو جہاں ﷺ کی نبوت کے آفتاب کو روشن کر دیا تاکہ لوگ رشد و ہدایت کی روشنی حاصل کر سکیں اور سیدھی راہ سے بھٹکے ہوئے انسان منزل مقصود کا سیدھا راستہ دیکھ سکیں۔

☆ اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا کریم ﷺ کو چراغ فرمایا ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ جس طرح چراغ کی روشنی اندھیرے کو مٹا دیتی ہے۔ اسی طرح محبوب کریم ﷺ کے وجود پاک کا چراغ جب روشن ہوا تو جہاں سے کفر کا اندھیرا مٹ گیا۔

☆ کہ چراغ گھر والوں کے لئے امن وسلامتی اور خوشی وراحت کا سبب ہوتا ہے اور چوروں' ڈاکوؤں اور لٹیروں کے لئے شرمندگی اور سزا کا باعث ہوتا ہے اور رحمت دو عالم ﷺ اہل محبت کے لئے سلامتی کا وسیلہ ہیں اور دشمنوں کے لئے حسرت وندامت۔ مطلب یہ ہے کہ جس گھر میں چراغ جلتا ہو اس گھر میں چور نہیں آتے اور جس دل میں آمنہ کے لال ﷺ کی محبت کے چراغ کی روشنی ہو اس دل میں شیطان نہیں آسکتا۔

☆ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ "جب میں سراج منیر ﷺ کو گھر میں رات کے اندھیرے میں دودھ پلاتی تھی' مجھے چراغ کی ضرورت نہ رہتی تھی"۔

چنانچہ ایک دن مجھے ام خولہ سعدیہ نے پوچھا۔ اے حلیمہ! کیا تو گھر میں ساری رات آگ جلائے رکھتی ہے؟ تو اس نے جواب دیا۔ لا واللہ لا اوقد نارا ولکنہ نور محمد ﷺ "نہیں! اللہ کی قسم میں آگ تو نہیں جلاتی لیکن یہ نور اور روشنی حضرت محمد ﷺ کی ہوتی ہے"۔

☆ دیوبند کے مشہور ومعروف علامہ جناب قاری محمد طیب صاحب نے اپنی کتاب "آفتاب نبوت" صفحہ ۳۳ تا ۴۰ میں سراجا منیرا کی جو تشریح کی ہے وہ قابل ستائش ہے۔

وجعل فیھا سراجا و قمرا منیرا۔ اس آیت سے تو یہ واضح ہوا کہ قرآن کی زبان میں یعنی قرآنی عرف میں سراج آفتاب ہی کا لقب ہے اور قرآنی اصطلاح میں سراج آفتاب ہی کو کہتے ہیں۔

اب غور کیجئے کہ ایک طرف تو قرآن نے سورج کا مخصوص لقب سراج بتلایا ہے اور ادھر قرآن ہی نے نبی اکرم ﷺ کو بھی سراج فرمایا ہے۔ جیسا کہ آیت میں ہے سراجا منیرا تو لقب کی اس وحدت سے کہ سورج بھی سراج ہے اور حضور ﷺ بھی سراج ہیں اور سراج کے معنی قرآنی عرف میں آفتاب کے ہیں۔ حضور ﷺ کا آفتاب ہونا آفتاب کی طرح روشن ہو جاتا ہے۔

حاصل یہ ہے کہ قرآنی اصطلاح میں نبی اکرم ﷺ آفتاب ثابت ہوئے جو تشبیہ کا حاصل ہے اور خلاصہ یہ نکل آیا کہ اگر سورج فلکی آفتاب ہے تو رسول پاک ﷺ ملکی آفتاب ہیں۔ وہ افق آسمان سے طلوع کرتا ہے تو یہ افق زمین سے اور چاند کو قرآن نے منیرا اور نور فرمایا ہے۔ قمرا منیرا اور والقمر نورا۔ جس روشنی کے ساتھ ٹھنڈک بھی ملی ہوئی ہے۔ منیرا کا معنی ٹھنڈی روشنی والے کے ہوئے اور ثابت ہوا کہ اس آفتاب روحانی (یعنی ذات نبوی) میں روشنی تو سورج کی ہے لیکن ٹھنڈک چاند کی۔

حاصل یہ نکلا کہ مادی سورج نار ہے اور روحانی سورج نور۔ اس لئے دونوں آفتابوں کا فرق معلوم ہو گیا کہ ایک ناری ہے اور ایک نوری۔ اب دونوں آفتابوں کی اصلیت کا فرق بھی کھل جاتا ہے کہ مادی سورج چونکہ "ناریت" لئے ہوئے ہے اور نار کا مخزن ہے۔ جبکہ روحانی آفتاب ناریت کی بجائے نورانیت کا پیکر ہے۔ جس میں روشنی کے ساتھ ساتھ سلامتی اور ٹھنڈک ہے اور نور سلامتی کا مخزن جنت

ہے۔ چنانچہ جنت کی ہر ہر چیز میں راحت اور نورانیت ثابت ہے بلکہ یہ آفتاب سرکار دو عالم ﷺ کا نمائندہ بن کر وہاں سے نور وسلامتی جذب کرتا ہوا دنیا پر پھینکتا ہے۔

☆ اللہ کریم نے اپنے محبوب ﷺ کو سورج، چاند اور ستارہ نہیں فرمایا بلکہ سراج یعنی چراغ فرمایا ہے۔ اس لئے کہ سورج، چاند اور ستاروں کی راہیں اور منزلیں مقرر کر دی گئی ہیں۔ وہ انہیں راہوں اور منزلوں پر مشرق و مغرب کا سفر کرتے ہیں مگر مالک کائنات ﷺ کی شان یہ ہے کہ کبھی مکہ مکرمہ میں اور کبھی مدینہ منورہ میں، کبھی طائف کے بازاروں میں اور کبھی بدر و حنین کے کارزاروں میں اور کبھی فرش پر تو کبھی عرش پر۔ غرضیکہ حاکم کائنات ﷺ کی نبوت کا چراغ کائنات ارضی وسماوی کو ہر لحظہ، ہر وقت، ہر گھڑی اور ہر مکان میں روشنی پہنچاتا رہتا ہے۔ کسی اندھیری کوٹھڑی میں اگر کوئی چیز گم ہو جائے تو وہاں سورج کی روشنی چاند کی کرن اور ستاروں کی چمک کام نہیں آئے گی بلکہ چراغ کی روشنی ہی کام آئے گی اور اگر کسی کا زیور ایمان گم ہو جائے تو رحمت دو جہاں ﷺ کی نبوت و محبت کے چراغ ہی سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔

☆ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سوئی رات کے اندھیرے میں گم ہو گئی۔ وہ تلاش کرتی ہیں لیکن نہیں ملتی۔ راحت جاں ﷺ تشریف لے آئے اور پوچھا عائشہ (رضی اللہ عنہا) کیا تلاش کر رہی ہو؟ عرض کی یارسول اللہ (ﷺ) سوئی گم ہو گئی ہے، اسے تلاش کر رہی ہوں۔ پیکر نور ﷺ نے تبسم فرمایا تو اندھیری کوٹھڑی چمک اٹھی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو گم شدہ سوئی چراغ محبوب ﷺ سے مل گئی۔

سورج طلوع بھی ہوتا ہے اور غروب بھی۔ چاند روشن بھی ہوتا ہے اور ڈوبتا بھی ہے اور ستارے چمکتے بھی ہیں اور چھپ بھی جاتے ہیں لیکن محبوب کریم ﷺ کی نبوت کا چراغ ایسا روشن ہوا کہ پھر نہ کسی سے بجھا اور نہ قیامت تک بجھے گا۔ کفار مکہ نے اسے بجھانے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن یہ نہ بجھ سکا۔ کیوں؟ اس لئے کہ اس چراغ کی روشنی اللہ کے نور سے ہے۔

بجلی کے ایک بلب کو ہزار پھونکیں لگائیں وہ نہیں بجھے گا۔ اس لئے کہ اس کا منبع پاور ہاؤس ہے۔ وہ قمقمہ زبان حال سے پکار اٹھے گا کہ مجھے پھونکیں مار کر بجھانے والے، مجھے بجھانا ہے تو پہلے اسے بجھا جہاں سے میں آیا ہوں۔ انا من نور الله کہ میں اللہ کے نور سے ہوں۔ حاصل کلام۔ جب تک اللہ موجود ہے اس چراغ کو کوئی نہیں بجھا سکتا۔

سوال! چراغ تو بجھ بھی جاتا ہے۔ وہ ایسے اور یوں کہ جب گھر والے گھر کا کام کاج کر لیتے ہیں، سکول کے بچے سکول کا کام کر چکتے ہیں تو جب گھر کے مالک کو سونا ہوتا ہے تو نوکر کو آواز دیتا ہے کہ چراغ بجھا دو تو وہ بجھ جاتا ہے۔ جواب! یہ تو ٹھیک ہے لیکن رحمت دو عالم ﷺ کا مالک وہ ہے جسے نیند ہی نہیں آتی۔ لا تأخذه سنة ولا نوم۔

محترم سامعین کرام! ہر نبی یقیناً بشر ہوتا ہے اور وہ کھاتا بھی ہے' پیتا بھی ہے' چلتا بھی ہے اور پھرتا بھی ہے' نکاح بھی کرتا ہے اور اس کی اولاد بھی ہوتی ہے۔ بلکہ بشر ہونے کی حیثیت میں بشریت کے تمام تقاضے اس کے ساتھ ہوتے ہیں۔ مگر محض اس بناء پر ہی نبی کو اپنے جیسا ایک بشر سمجھ لینا نہ صرف بے ادبی اور گستاخی ہے بلکہ کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے محبوب کریم ﷺ کو حکم دیا ہے کہ قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الی کہ ''اے میرے محبوب (ﷺ)! آپ فرما دیں کہ میں تم جیسا ہی ایک بشر ہوں' لیکن مجھ پر وحی آتی ہے''۔

☆ محبوب کریم ﷺ انسانوں میں شامل ہیں مگر انسانوں میں ممتاز ہیں۔ کیونکہ جو انسان ہو کر انسانوں میں ممتاز ہو اس کا تصور کرنا مشکل نہیں اور جو انسان ہو کر انسانوں سے ممتاز ہو اس کا اور اس کے مقام کا تصور کرنا محال ہے اگر یہ کہلوایا جاتا کہ میں تم جیسا انسان ہوں مگر تم سے زیادہ بہادر ہوں۔ یا تم سے زیادہ فلسفی ہوں یا تم سے اچھا شاعر ہوں تو تصور کر لیا جاتا۔ کیونکہ جو انسانوں میں زیادہ ممتاز ہو اس کا تصور کر لیا جاتا۔ رستم' ارسطو اور متنبی کا تصور کر لینا کوئی مشکل نہیں لیکن جو انسانوں سے ممتاز ہو اس کا تصور اسی صف کے لوگ کر سکتے ہیں' عام انسان نہیں۔ آپ بو کی کیفیت اور کھانے کی لذت سونگھے اور چکھے بغیر نہیں بتا سکتے تو سونگھی اور چکھی بھی نہیں جاتی۔ اسی لئے بشر مثلکم پر یقین رکھنے والوں کو یوحی الی پر بھی نگاہ رکھنی چاہئے۔

غیر نبی یعنی عام انسانوں کے لئے کسی وقت بھی ٹھوکر کھا جانا اور گمراہ ہو جانا ممکن ہے۔ مگر نبی کے لئے محال۔ قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ماضل صاحبکم وما غوی کہ ''تمہارے ساتھی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نہ کبھی گمراہ ہوئے اور نہ کبھی بہکے''۔

☆ نبی قبل از نبوت بھی انتہائی سعید' نیک طینت' راست گفتار' امانت دار صاحب علم و حیا' مجسمہ اعمال صالحہ اور پیکر اخلاق رحمانی ہوتا ہے اور اس کی نبوت کے خدوخال چشم الٰہی کے سامنے تیار ہوتے ہیں اور شروع ہی سے اللہ تعالیٰ اس کی خاص نگرانی کرتا ہے۔

☆ نبی کا پاکیزہ دماغ کبھی غلط بات نہیں سوچتا اور اس کی آنکھ کبھی ٹیڑھا راستہ نہیں دیکھتی اور اسے ایک ایسی روشنی دی جاتی ہے جو عام انسانوں کو نہیں دی جاتی اور شہنشاہ عرب و عجم' تاجدار کون و مکاں اور صاحب لولاک ہونے کے باوجود بھی اس میں تکبر و غرور نہیں آتا۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ہے۔ انا حبیب اللہ ولا فخر کہ ''میں اللہ کا حبیب ہوں مگر فخر نہیں کرتا''۔ نبی کے بعد والی زندگی سے قطع نظر کہ وہ سرتاپا معصوم ہوتی ہے' ذرا قبل از اعلان نبوت کا جائزہ لیں تو آپ کو صاف نظر آئے گا کہ وہ اپنے ماحول میں درخشندہ ستاروں کی طرح صرف نمایاں ہی نہیں ہوتا بلکہ سورج کی طرح چمکتا بھی ہے۔ اس کی سیرت اتنی بے داغ اور اس قدر بے غبار ہوتی ہے کہ دوست تو رہے دوست' دشمن بھی اس کی طرف انگشت نمائی نہیں کر سکتے۔ اس کے گرد و پیش خواہشات نفس اور ہوا و ہوس کی

تباہ کن آندھیاں اٹھتی ہیں لیکن اس کے دامن سیرت پر گرد وغبار کا ایک معمولی سا نشان تک بھی نہیں آتا۔ بلکہ ایسے نازل موقعوں پر اس کی سیرت اور بھی نکھر کر سامنے آجاتی ہے اور دنیا والے جان جاتے ہیں کہ یہی وہ نفس اقدس ہے جو دنیا کی قیادت وامامت اور رہبری وراہنمائی کے لئے سزاوار ہے۔ ان تمام حقائق پر یقین رکھنے والا مسلمان پھر بھی محبوب کریم ﷺ کو اپنے جیسا ہی ایک عام بشر سمجھے تو پھر یہ کفر نہیں تو اور کیا ہے؟ اور جس نبی کی تدبیر اللہ کی تقدیر اور جس کی حرکت میں اللہ کی برکت ہو اور جس کی زبان مشیت الٰہی کی ترجمان اور جس کا بیان اللہ کا قرآن ہو اور جس کی انگلی کے ایک اشارے سے آسمان پر چودھویں رات کا چاند پھٹ جائے اور جس کے حکم سے ڈوبا ہوا سورج واپس آجائے بھلا وہ نبی ہماری مثل کیسے ہوسکتا ہے؟ ہمارے تھوک میں زحمت ووبا لیکن جان کائنات ﷺ کے پاک تھوک میں رحمت وشفا۔ ہم سو جائیں تو وضو ٹوٹ جائے لیکن نبی سو کر اٹھے تو وضو نہ ٹوٹے' ہمارا سونا غفلت' نبی کا سونا عبادت اور محبوب کریم ﷺ جس راستے سے گزر جائیں تو وہ راستہ خوشبو سے مہک اٹھے اور جس کی انگلیوں سے پانی سے چشمے ابل آئیں اور جس کا دست مبارک سیاہ چہرے کو جمال یوسفی بنا دیتا ہو اور جس کی زیارت تمام عبادات سے افضل ہو' اس محبوب کبریاء ﷺ کو اپنی مثل سمجھ لینا بے دینی گمراہی اور کفر نہیں تو اور کیا ہے؟

اور اگر یہ تسلیم کرلیا جائے کہ نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ محبوب کبریا ﷺ بھی ہم جیسے ہی ایک بے اختیار بشر تھے تو پھر غلام احمد پرویز منکر حدیث کے انکار حدیث ایسے باطل اور گمراہ کن عقیدے کو درست اور صحیح ماننا پڑے گا کیونکہ وہ نبی جو ہماری طرح کا ایک مجبور ومعذور انسان ہے تو پھر اس کی کوئی بات بھی شریعت میں حجت نہیں ہوسکتی اور نہ ہی توحید کے بنیادی عقائد مثلاً توحید باری تعالیٰ' منصب رسالت' ختم نبوت' حیات عیسیٰ علیہ السلام' حشر ونشر' نماز روزہ' حج وزکوۃ' حساب وکتاب اور دیگر ارکان اسلام پر ہی یقین کیا جاسکتا ہے کیونکہ ان تمام کلیات کی تفسیر وتشریح اور تفصیل وتوضیح اس نبی ﷺ کی زبان پاک سے بیان ہوئی جو ہماری ہی طرح کا ایک انسان ہے اور اس کی کوئی بات شریعت ودین میں حجت نہیں ہوسکتی اور یہ منصب اللہ ہی کی طرف سے محبوب کریم ﷺ کو عطا ہوا۔ وانزلنا علیك الذکر لتبین للناس ''اے میرے محبوب (ﷺ)! ہم نے آپ پر یہ قرآن پاک نازل کیا ہے کہ آپ اسے کھول کھول کر بیان کریں''۔ اس طرح نہ صرف یہ کہ قرآن کریم کی تفصیلات وتشریحات بے معنی ہوکر رہ جائیں گی بلکہ نفس قرآن کا بھی انکار کرنا پڑے گا کیونکہ یہ بھی اسی نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ قرآن اللہ کی کتاب ہے۔ جو نہی نعوذ باللہ ہماری طرح کا ایک مجبور ومحض انسان ہے حالانکہ رحمت دوعالم ﷺ ایسے صاحب کمالات اور صاحب اختیارات اور بے مثل وبے نظیر بشر ہیں کہ جن کی زبان اقدس سے نکلی ہوئی ہر بات شریعت میں حجت اور دین میں دلیل ہے اور جس کی ہر ادا دین اور جس کی ہر حرکت شریعت ہے۔ قل اطیعو اللہ و اطیعو الرسول ''آپ فرمادیں کہ اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی پیروی کرو''۔ سورۃ اعراف میں ہے کہ

''میرے محبوب (ﷺ) کی شان تو یہ ہے کہ وہ دنیا والوں کو نیکی کی تلقین کرتا ہے اور ان کو برائی سے روکتا ہے اور صاف ستھری چیزیں حلال اور ناپاک اور گندی چیزیں حرام کرتا ہے''۔ سورۃ نساء میں ہے کہ ''پس اے میرے محبوب (ﷺ)! مجھے تیری معرفت اپنی ذات کی قسم کوئی مومن اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ ہر معاملہ میں تیرا فیصلہ نہ مانیں گے اور تجھے حاکم اعلیٰ تسلیم نہ کریں گے''۔

مندرجہ بالا آیات قرآنی پر غور کرنے کے بعد کیا یہ ثابت نہیں ہوتا کہ محبوب کریم ﷺ ایک صاحب اختیار اور بے مثل و بے نظیر بشر ہیں۔ کیونکہ اگر نبی کریم ﷺ بھی ہماری مثل ایک بے اختیار بشر ہوتے تو اللہ تعالیٰ محبت پیدا کرنے کے لئے آپ ﷺ کی اتباع کو فرض نہ کرتا اور اپنی اطاعت کے ساتھ ساتھ محبوب کریم ﷺ کی اطاعت واجب نہ کرتا۔

☆ رحمت دو جہاں ﷺ کو اپنی طرح کا ایک معمولی بشر کہنے والوں سے پوچھا جائے کہ کیا اس ساری کائنات میں اور اس عالم موجودات میں کوئی اور بھی ایسا انسان یا بشر ہے جس کی اتباع و اطاعت کو لوگوں پر فرض کیا گیا ہو؟ اور کیا مالک کائنات ﷺ کے سوا کسی اور کو بھی یہ حق اور اختیار دیا گیا ہے کہ وہ جس چیز کو چاہے حلال اور جس چیز کو چاہے حرام کردے اور کیا اور کوئی انسان یا بشر بھی ہے جس کا فیصلہ نہ ماننے سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔ جب نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے تو پھر بشر مثلکم کے فتوے کیوں؟

☆ آپ کسی بڑے سے بڑے حکمران کے فیصلے کو نہ ماننے سے زیادہ سے زیادہ باغی اور غدار ہو سکتے ہیں' لیکن کافر نہیں۔ مگر محبوب کبریا ﷺ ایسے صاحب اختیار حکمران اعلیٰ اور بے مثل بشر ہیں کہ ان کے فیصلے کا انکار کرنا تو درکنار اپنے دل میں ذرا سی ہچکچاہٹ تک محسوس کرنے سے بھی آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک منافق کو محض اس لئے قتل نہ کر دیا تھا کہ اس نے حاکم کائنات ﷺ کے فیصلے کو تسلیم نہ کیا تھا؟

اس مظہر ذات خداوندی کو اپنی مثل بشر سمجھنے والوں کو چاہئے کہ یا تو وہ دین کے تمام بنیادی قوانین اور شریعت کی تمام تشریحات کا اس بناء پر انکار کریں کہ یہ سب کچھ ہماری ہی طرح کے ایک بے اختیار بشر کی تشریحات ہیں اور اگر وہ یہ تسلیم کرتے ہوئے کہ ہر بشر یا انسان اور ہرایرے غیرے نتھو خیرے کی بات شریعت نہیں ہوتی' ان کلیات کو مانتے ہیں تو پھر محبوب کبریا ﷺ کو باکمال صاحب اختیار رسول ماننے کے ساتھ ساتھ بے مثل و بے نظیر بشر بھی تسلیم کرلیں اور اگر تاجدار کون و مکاں ﷺ کو اپنی مثل سمجھنا درست اور ٹھیک ہے تو پھر ایسے گمراہ اور بے دین لوگوں سے پوچھا جائے کہ پھر مرزا غلام احمد قادیانی کا کیا قصور اور گناہ ہے کیونکہ وہ بھی تو اپنے آپ کو مثل عیسیٰ علیہ السلام ہی کہتا ہے؟ (اگرچہ اس کے کفریات اور بھی بہت ہیں) تو یہ کتنے تعجب کی بات ہے کہ جو مثل عیسیٰ بنے وہ تو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج اور جو مثل محمد ﷺ بنے وہ مومن کا مومن۔

☆ رحمت دو جہاں ﷺ کو اپنی مثل سمجھنے والا انسان تو ضلالت و گمراہی اور نفاق و کفر میں شیطان سے بھی بڑھ جاتا ہے کیونکہ حاکم کائنات ﷺ نے فرمایا کہ ''جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ وہ میری صورت پاک کی مثل بن سکے'' (بخاری شریف)۔

وہ شیطان جو خواب میں طرح طرح کی شکلوں میں آ کر انسان کو دھوکہ اور فریب دے سکتا ہے وہ بھی محبوب دو جہاں ﷺ کی صورت پاک کی مثل نہیں بن سکتا تو پھر اتنی بڑی کھلی ہوئی گمراہی اور بے دینی اور کیا ہوسکتی ہے کہ ایک انسان یہ عقیدہ رکھے کہ میں حسن کامل ﷺ کی مثل ہوں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رحمت دو جہاں ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ اس حدیث پاک کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام کو یہ پورا حق تھا کہ وہ اعلان کریں کہ اے دنیا والو! میں نعوذ باللہ اللہ کریم کی مثل ہوں۔ کیونکہ اللہ کریم نے مجھے اپنی صورت پر پیدا کیا ہے۔ مگر حضرت آدم علیہ السلام نے ایسا اعلان نہیں فرمایا۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اگر میں نے اس قسم کا اعلان کیا تو نبوت و خلافت تو درکنار ایمان بھی نہیں رہے گا۔ تو اگر حضرت آدم علیہ السلام کا صورت حق پر پیدا ہونے کے باوجود بھی ایسا اعلان کرنا کفر ہے تو اپنے آپ کو محبوب کبریاء ﷺ کی مثل سمجھنے والوں کی تو صورت بھی مکروہ ہے پھر ان کا اپنی تقریروں اور تحریروں میں ایسا اعلان کرنا کیوں کفر نہیں ہوسکتا ہے کہ پاکستان کا جدید ملا محض اس بناء پر مالک دو جہاں ﷺ کو اپنے جیسا بے اختیار اور مجبور بشر سمجھتا ہو کہ میرے بھی دو ہاتھ ہیں اور محبوب کریم ﷺ کے بھی دو ہاتھ ہیں۔ میں بھی کھاتا پیتا ہوں اور محبوب دو جہاں ﷺ بھی۔ مگر یہ انتہائی کم عقلی ہے اور بد باطنی کا ثبوت ہے۔ کیونکہ ماں اور بیوی کی ظاہری شکل و صورت ایک جیسی ہے ماں کے بھی دو ہاتھ ہیں اور بیوی کے بھی دو۔ ماں کی بھی دو آنکھیں ہیں اور بیوی کی بھی دو۔ ماں بھی کھاتی پیتی ہے اور بیوی بھی۔ ماں بھی سوتی جاگتی ہے اور بیوی بھی۔ لیکن اس کے باوجود اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو یہ کہہ دے کہ تیری پیٹھ میری ماں کی طرح ہے تو بیوی اس وقت تک حرام ہو جائے گی جب تک اس کا کفارہ ادا نہ کرے گا۔ اگرچہ دونوں کی شکل و صورت ایک ہی ہے۔ حرکات و سکنات ایک جیسی ہیں مگر اپنی بیوی کو ماں کی مثل کہنے والے کو یہ کفارے کی سزا اس لئے دی گئی کہ اس نے اپنی بیوی کو ماں کی مثل کیوں بنایا۔ کیونکہ ماں کے قدموں میں جنت، ماں کو دیکھنا عبادت، ماں راضی تو خدا راضی۔

تو وہ رب جو ہماری ماؤں کی مثل برداشت نہیں کرسکتا وہ اپنے محبوب ﷺ کی مثل کیسے برداشت کرسکتا ہے؟ جس نے اپنی بیوی کو ماں کی مثل کہہ دیا اس پر بیوی حرام اور جس نے نور مجسم ﷺ کو اپنی مثل کہہ دیا اس پر جنت کی خوشبو تک حرام، وہاں کفارہ ادا کرنے سے حلال اور یہاں بدعقیدہ سے توبہ کرنے سے حلال۔

اس چیز کو عارف رومی رحمتہ اللہ علیہ نے بڑے پیارے انداز میں بیان کیا ہے وہ فرماتے ہیں ۔

گر بصورت آدمی انسان بدے
احمد و بو جہل ہم یکساں بدے

اگر ظاہری شکل وصورت اور حرکات وسکنات کی بناء پر ہی انسانیت کا دارومدار ہوتا تو پھر نعوذ باللہ محبوب کریم ﷺ اور ابوجہل بھی برابر ہوتے۔ حالانکہ ابوجہل سراپا کفر اور مجسمہ ایمان' وہ سرتا پا لعنت اور راحت جاں ﷺ پیکر رحمت تھے۔ آگے فرماتے ہیں ۔

احمد و بوجہل در بتخانہ رفت
زیں شدن تاآں شدن فرقیست زفت
ایں در آید سر نہد او را بتاں
او در آید سر نہد چو امتاں

اصل واقعہ یہ ہے کہ ابوجہل ہر روز محبوب کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر کہتا کہ جس خدا کی تو پرستش کرتا ہے وہ تو نظر نہیں آتا کبھی بت خانہ جا کر ہمارے خداؤں کو دیکھ۔ مگر راحت جاں ﷺ ہر روز انکار کر دیتے جب ابوجہل نے زیادہ اصرار کیا تو محبوب کریم ﷺ نے عرض کی میرے مولا میرے لئے کیا حکم ہے؟ اللہ کریم نے فرمایا کہ اے میرے محبوب ﷺ اب اگر وہ آئے تو انکار نہ کرنا۔ رحمت دو جہاں ﷺ نے عرض کیا کہ مولا میں نبی ہو کر بتخانہ جاؤں؟ تو اللہ کریم نے فرمایا کہ ضرور جانا کیونکہ دنیا کو دکھانا ہے کہ

شمع پر جائے پروانہ تو پروانہ نہیں رہتا
محمد بتکدے میں ہو تو بتخانہ نہیں رہتا

دوسرے دن ابوجہل پھر آیا تو حاکم کائنات ﷺ نے فرمایا کہ میں جانے کو تیار ہوں۔ تو وہ کہنے لگا کہ ذرا ٹھہر جا میں سارے مکہ میں منادی کر لوں۔ محبوب کریم ﷺ نے عرض کیا' مولا! ابوجہل منادی کرا رہا ہے۔ اللہ کریم نے فرمایا محبوب ﷺ یہ کر نہیں رہا میں کروا رہا ہوں تاکہ مکہ مکرمہ کے تمام لوگوں کو تیری شان کا پتہ چل جائے۔ آخر مالک دو جہاں ﷺ اور ابوجہل دونوں بتخانہ گئے۔ مگر دنیا نے دیکھا کہ ابوجہل داخل ہوتے ہی ہر بت کے سامنے جھک گیا مگر جب تاجدار عرب وعجم ﷺ اندر گئے تو ہر بت نے آپ کو سجدہ کیا۔ مولانا رومی نے ایسے بدعقیدہ لوگوں کو تنبیہ فرمائی ہے ۔

کار پاکاں راقیاس از خود مگیر
گرچہ ماند در نوشتن شیر و شِیر

کہ انبیاء اور اولیاء کی ظاہری شکل وصورت اور ان کے افعال واعمال کو اپنے اوپر قیاس نہ کرو کیونکہ اگرچہ شیر اور شِیر لکھنے میں ہم شکل ہیں مگر حقیقت میں ان دونوں میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ شیر جنگل کا بادشاہ ہے اور درندہ ہے جبکہ شِیر (دودھ) پیا جاتا ہے اور اسے ایک بچہ بھی بکری سے نکال سکتا ہے اور

مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ آگے فرماتے ہیں کہ بعض لوگ ایسے بدعقیدہ اور گمراہ ہوتے ہیں جو انبیاء اور اولیاء کو محض اس بنا پر اپنی مثل سمجھ لیتے ہیں کہ ہم بھی کھاتے پیتے ہیں اور سوتے جاگتے ہیں اور انبیاء اور اولیاء بھی۔

گفت ایں کہ ما بشر ایشاں بشر
ما و ایشاں بستہ خواہیم و خور
ایں ندانستند ایشاں از عما
ہست فرقے درمیاں بے انتہا

لیکن ان کی اندھی آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں کہ ان میں اور ان میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

☆ حضرت ابن عمران، حضرت ابو ہریرہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ محبوب کریم ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہما کو وصال کا روزہ (متواتر روزہ) رکھنے سے منع فرمایا تو غلاموں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ ہمیں تو منع کرتے ہیں مگر آپ خود ایسا کرتے ہیں۔ راحت دو جہاں ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہاری ہیت پر نہیں ہوں اور میں تمہاری مثل نہیں ہوں اور تم میں سے میری مثل کون ہے؟ (یعنی کوئی نہیں) (بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوۃ شریف، ترمذی شریف)۔

مندرجہ بالا ارشادات نبوی ﷺ پر یقین رکھنے والا مسلمان اور محبوب کریم ﷺ کو پھر بھی اپنی مثل بشر سمجھتا ہے تو پھر اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ محبوب کریم ﷺ کو نعوذ باللہ جھوٹا بھی مانتا ہے مگر وہ بے دین لوگ جو اللہ تعالیٰ کے لئے امکان کذب کے قائل ہیں ان کیلئے رحمت دو جہاں ﷺ کو کاذب مان لینا کونسی بڑی بات ہے۔ العیاذ باللہ! ورنہ جمہور اہل السلام کا یہ بنیادی عقیدہ ہے کہ رحمت کائنات ﷺ کے بعد نبوت کا ہر مدعی کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے اور یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حیات جسمانی کے ساتھ آسمان پر زندہ ہیں اور قرب قیامت میں نازل ہوں گے وہ نکاح کریں گے اور یہ حضرت امام مہدی علیہ السلام آخری وقت میں آئیں گے۔

ان تمام عقائد دینیہ پر تمام اہل اسلام کا یقین اس لئے ہے کہ ان تمام امور کی جملہ تشریحات حاکم کائنات ﷺ کی زبان حق ترجمان سے بیان ہوئی ہیں اور پھر اسی محبوب کریم ﷺ نے اپنے مقام کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ میں تمہاری ہیت پر نہیں ہوں، میں تمہاری مثل نہیں ہوں اور تم میں سے میری مثل کون ہے؟ یعنی کوئی بھی نہیں تو مندرجہ بالا حقائق کے پیش نظر بشر مثلکم کے فتوے لگانے والوں کو چاہئے کہ یا تو ختم نبوت، حیات عیسیٰ علیہ السلام اور ظہور مہدی کا انکار کریں یا محبوب کریم ﷺ کو بے مثل و بے نظیر بشر تسلیم کرلیں۔ کیونکہ ان کے متعلق بھی رحمت دو جہاں ﷺ نے فرمایا ہے اور یہ بھی محبوب کریم ﷺ نے کہ میں بے مثل بشر ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ لیس کمثلہ شیٔ ۔ محبوب کریم ﷺ نے فرمایا۔ ایکم مثلی وہ کہتا ہے کہ

بے مثل ہوں، یہ کہتا ہے میں بے مثل ہوں۔ وہ بھی سچا اور یہ بھی سچا۔ وہ اپنی خدائی میں بے مثل اور یہ اپنی مصطفائی میں بے مثل۔

محبوب خدا کا کوئی ہم پایہ نہیں ہے
اس شان کا مرسل کوئی آیا نہیں ہے
بے مثل نے محبوب بھی بے مثل بنایا
واں جسم نہیں ہے تو یہاں سایہ نہیں ہے

بشر مثلکم کی رٹ لگانے والا پاکستان کا جدید ملا علمائے حق اہلسنت والجماعت پر یہ اعتراض کرتا ہے کہ سنی محبوب کریم ﷺ کی اتنی تعریف کرتے ہیں کہ خدا سے ملا دیتے ہیں اور شان بیان کرتے ہوئے حد سے بڑھ جاتے ہیں مگر میں کہتا ہوں کہ کیا کوئی انسان اس محبوب ﷺ کی شان بیان کرتے ہوئے حد سے بڑھ سکتا ہے؟ جس کے مقام کی حد کا حضرت جبریل علیہ السلام کو بھی پتہ نہ تھا۔ یہ محض علمائے حق اہلسنت پر ایک بہتان عظیم ہے اور اگر یہ درست ہے تو پھر میں جدید ملا سے کہتا ہوں کہ محبوب کریم ﷺ کے مقام کی حد تو متعین کر دے اور اس کے بعد ہم اس حد سے آگے بڑھے تو جو جی چاہے ہمیں سزا دینا۔ رہی اللہ تعالیٰ سے ملانے کی بات۔ تو اللہ سے ملانا تو درکنار ہم تو نبی کریم ﷺ کو اللہ کا وزیر بھی نہیں مانتے۔ بلکہ ہمارا عقیدہ تو یہ ہے کہ محبوب کریم ﷺ اللہ کے حبیب ہیں اس لئے کہ وزیر بدل جاتے ہیں اور حبیب کبھی بدلا نہیں اور پھر ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ مالک دو جہاں ﷺ کو جو اللہ سمجھے وہ بھی کافر اور جو اللہ سے جدا سمجھے وہ بھی کافر۔

تم ذات خدا سے نہ جدا ہو نہ خدا ہو
اللہ ہی کو معلوم ہے کیا جانیے کیا ہو!

سامعین محترم! اصل بات یہ ہے کہ تاجدار کائنات ﷺ کو اپنی مثل سمجھنے والوں کے دلوں پر نفاق کی مہریں لگ چکی ہیں اور آنکھوں پر تعصب کے سیاہ پردے پڑ چکے ہیں۔ جن کی وجہ سے وہ صدائے حق کو قبول نہیں کرتے اور اس محبوب کریم ﷺ کے نور حق کو دیکھ نہیں سکتے۔ اسی حقیقت کو عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے عارفانہ انداز میں اس طرح بیان کیا ہے۔

گفت لیلیٰ را خلیفہ کاں توئی
کز تو مجنوں شر پریشان و غوی
از دگر خوباں تو افزوں نیستی
گفت خامش تو مجنوں نیستی

کہ لیلیٰ اور مجنوں کے عشق و محبت کی داستان مشہور ہوئی تو خلیفہ وقت نے لیلیٰ کو دربار میں بلا کر کہا کہ کیا تو وہی لیلیٰ ہے جس کی محبت میں شہزادہ قیس اپنی عقل و ہوش گنوا بیٹھا ہے۔ حالانکہ دوسری عورتوں سے تو

کوئی زیادہ حسین تو نہیں ہے تو لیلیٰ نے جواب دیا کہ بیشک میں دوسری عورتوں سے حسین تو نہیں ہوں لیکن تیری بھی آنکھیں مجنوں کی نہیں ہیں۔

دیدۂ مجنوں اگر بودے ترا
ہر دو عالم بے خطر بودے ترا

کیونکہ اگر تو مجنوں کی آنکھ سے مجھے دیکھتا تو پھر اس دنیا میں لیلیٰ کے سوا تجھے کوئی اور حسین نظر نہ آتا۔ عاشقو! اگر صورت لیلیٰ کو دیکھنے کے لئے مجنوں کی آنکھ کی ضرورت ہے تو حسن مصطفیٰ ﷺ کو دیکھنے کے لئے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی آنکھ کی ضرورت ہے۔ جیسا کہ عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ آگے فرماتے ہیں کہ ایک دن رحمت دو جہاں ﷺ مکہ مکرمہ کی پاک ومقدس زمین میں جارہے تھے کہ۔

دید احمد را ابوجھل و بہ گفت
زشت نقشی کز بنی ہاشم شگفت

کہ ابوجہل نے حسن کامل ﷺ کو دیکھ کر کہا کہ میں نے بنی ہاشم کے قبیلے میں (نعوذ باللہ) تجھ سا بدصورت کوئی نہیں دیکھا۔ رحمت دو جہاں ﷺ نے فرمایا صدقت کہ تو نے سچ کہا۔

جان کائنات ﷺ آگے گئے تو غلام جانثار نے یارِ غار نے اور صاحب مزار حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے رحمت دو جہاں ﷺ کو دیکھا۔ گویا کہ عشق نے حسن کو دیکھا۔ طالب نے مطلوب کو دیکھا' عاشق نے محبوب کو دیکھا' پیاسے نے ساقی کوثر کو دیکھا' بلبل نے گلشن نبوت کو دیکھا اور پروانے نے شمع رسالت کو دیکھا۔ وہ مجسمہ ایمان تھا اور یہ جلوۂ رحمان تھا۔ وہ صاحب صدق وصفا تھا اور یہ حبیب کبریا تھا۔ وہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ تھا اور یہ امت کا شفیق تھا۔ بس پھر کیا تھا جلوہ حسن یار کو دیکھ کر کیف ومستی میں پکار اٹھے۔

دید صدیقش بگفت اے آفتاب
نے زشرقی نے زغربی خوش بتاب

کہ محبوب ﷺ! میں نے مشرق ومغرب میں' شمال وجنوب میں بلکہ ساری کائنات میں آپ جیسا حسین کوئی نہیں دیکھا۔ ستاروں میں آپ کی چمک ہے اور موتی میں آپ کی دمک۔ پھولوں میں آپ کی مہک ہے اور نغمات بلبل میں آپ کی چہک اور ریت کے ذروں سے لے کر آفتاب کی سنہری کرنوں تک آپ ہی کا حسن لازوال موجزن ہے۔ تو حاکم کائنات ﷺ نے فرمایا کہ تو نے بھی سچ کہا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہما نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ابوجہل کو بھی آپ نے سچا فرمایا ہے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بھی۔ تو جان رحمت ﷺ نے فرمایا۔

گفت من آئینہ ام مصقول دست
ترک دھندو درمن آن بیند کہ مست

کہ میں دست قدرت کا صیقل کیا ہوا آئینہ' جمال خداوندی ہوں۔ جو مجھے دیکھے گا اسے اس شیشہ میں

اپنی ہی صورت نظر آئے گی۔ ابو جہل نے دیکھا اسے اپنی صورت نظر آئی اور پیارے صدیق رضی اللہ عنہ نے دیکھا اسے اپنی صورت نظر آئی۔ وہ سراپا کفر تھا یہ پیکر ایمان۔

کفار کا عقیدہ

☆ سامعین کرام! حضرت نوح علیہ السلام کے متعلق قرآن کریم میں ہے۔ ''پس آپ کی قوم کے جو کافر سردار تھے انہوں نے کہا کہ نہیں دیکھتے ہم تم کو مگر اپنی مثل ایک بشر''۔

☆ حضرت صالح علیہ السلام کے متعلق ہے۔ مآ انت الا بشر مثلنا اور تو ہی ایک بشر ہے ہماری مثل''۔

☆ حضرت شعیب علیہ السلام کے متعلق ہے۔ ومآ انت الا بشر مثلنا 'اور نہیں ہے تو مگر ہماری مثل ایک انسان''۔

☆ محبوب کریم ﷺ کے متعلق ہے۔ واسرو النجوی الذین ظلموا ھل ھذا الا بشر مثلکم۔ ''اور یہ ظالم اور کافر لوگ آپس میں چپکے چپکے سرگوشی کرتے ہیں کہ یہ محمد ﷺ محض تم جیسے ایک معمولی آدمی ہیں''۔

مندرجہ بالا قرآن پاک کی آیات سے پچھلی امتوں کفار مکہ اور مشرکین عرب کے عقیدوں پر پوری پوری روشنی پڑتی ہے اور یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ وہ لوگ گذشتہ انبیاء علیہ السلام کی نبوتوں کا انکار محض اس بناء پر کرتے رہے کہ وہ اپنے نبیوں کو بے اختیار' بے کمال اور اپنے ہی جیسا ایک معمولی بشر سمجھتے تھے اور اگرچہ ان پر عذاب الٰہی نازل ہونے کے اسباب اور بھی ہوتے تھے۔ لیکن میرے خیال میں ان پر عذاب الٰہی نازل ہونے کا اصل سبب یہی تھا کہ وہ لوگ انبیاء علیہم السلام کو اپنے جیسا ایک معمولی انسان سمجھتے ہوئے شانِ نبوت کی توہین اور مقام رسالت میں بے ادبیاں کیا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ ممکن ہے کہ اپنی توہین کسی کو معاف کر دے لیکن وہ اپنے رسولوں کی توہین اور بے ادبی برداشت نہیں کرتا۔ وہ اس لئے کہ اگر شان توحید ہی کی توہین عذاب نازل کرنے کا سبب ہوتی تو نمرود و فرعون حضرت خلیل علیہ السلام اور حضرت کلیم علیہ السلام سے کہیں پہلے ہی تباہ و برباد ہو چکے ہوتے۔ کیونکہ اس سے بڑھ کر شان توحید کی توہین اور کیا ہو سکتی ہے کہ ساری زندگی یہ دونوں اپنے آپ کو خدا کہلواتے رہے مگر اس کے باوجود ان کو کبھی درد ِسر تک بھی نہیں ہوا تھا۔ لیکن جب حضرت خلیل اور حضرت کلیم علیہما السلام نے اپنے اپنے وقت میں توحید خداوندی اور اپنی نبوتوں کا اعلان فرمایا اور نمرود و فرعون نے ان کی شان میں بے ادبیاں اور گستاخیاں کیں تو پھر غیرت خداوندی جوش میں آ گئی تو ان کا نام و نشان تک مٹا دیا۔

کیا حضرت نوح' حضرت صالح اور حضرت شعیب علیہم السلام کی قومیں ان کے اعلانِ نبوت سے پہلے بد اعمالیوں' بدکرداریوں اور سیہ کاریوں میں مبتلا نہ تھیں اور کیا وہ توحید خداوندی کی منکر نہ تھیں؟ تھیں اور یقیناً تھیں مگر ان پر اس وقت تک عذاب نازل نہیں کیا گیا جب تک کہ انہوں نے انبیاء علیہم السلام کو اپنی مثل

بشر نہیں کہا۔ ہوسکتا ہے کہ کسی کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ خلیل وکلیم علیہم السلام اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کی شان میں بے ادبی اور گستاخی برداشت نہ کرتے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی قوموں پر طرح طرح کے دردناک عذاب نازل کیئے مگر اپنے حبیب ﷺ کو جب کفار مکہ سر بازار گالیاں دیتے تھے اور آپ کے جسم پاک پر پتھر برساتے تھے اور بشر مثلکم کے فتوے لگاتے تھے تو ذات خداوندی کو جوش نہ آیا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ گذشتہ انبیاء' نبی' رسول اور پیغمبر تو ضرور تھے لیکن کسی کی شان میں رحمۃ العلمین کا لقب نہیں آیا تھا۔ بلکہ وہ تو اپنی اپنی قوموں کی تباہی اور بربادی کے لئے بددعائیں بھی کردیتے تھے۔ لیکن ہمارے آقا ﷺ نبی' رسول اور پیغمبر ہونے کے ساتھ ساتھ رحمت دوعالم ﷺ بھی ہیں۔ اسی لئے جب بھی کفار مکہ نے گالیاں دیں اور آپ کے جسم اقدس پر پتھر برسائے اور بشر مثلکم کے نعرے لگائے تو حضرت زید رضی اللہ عنہ کے یہ کہنے پر کہ آقا ﷺ! آپ بھی پہلے انبیاء کی طرح ان کے حق میں بددعا فرمائیں تو رحمت دوجہاں ﷺ نے مسکرا کر یہ فرمادیا تھا کہ ''میں اس دہر میں قہر وغضب بن کر نہیں آیا'' اور یہی نہیں بلکہ ان کے حق میں یہ دعا کی جاتی ہے۔ اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون کہ ''اے میرے اللہ! میری قوم کو ہدایت اور آنکھیں دے کیونکہ مجھے اپنے جیسا بشر سمجھنے والے میری حقیقت کو نہیں مانتے'' اور کفار مکہ پر عذاب الٰہی نازل نہ ہونے کی یہ وجہ بھی تھی کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے محبوب ﷺ سے یہ وعدہ بھی ہے کہ وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم کہ ''اے میرے محبوب ﷺ! جب تک تو ان میں موجود ہے میں ان پر عذاب نازل نہیں کروں گا''۔ نہ اس لئے کہ ان کا بشر مثلکم کا عقیدہ صحیح تھا اور اسی حقیقت کی بنا پر رحمت دوعالم ﷺ کے روضۂ اقدس کو زمین پر بنایا گیا تا کہ اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کے مطابق گنہگار امت قیامت تک عذاب الٰہی سے بچی رہے۔

صحابہ کرام کا عقیدہ

سامعین محترم! کفار کا عقیدہ سمجھنے کے بعد اب ان اہل ایمان صحابہ پاک رضی اللہ عنہما کا عقیدہ بھی دیکھو جو مرکز صدق وصفا' پیکر عدل ووفا' منبع علم وحیا اور مجسمہ جود وسخا تھے اور جو محبوب کریم ﷺ کے پاک قدموں میں اپنی جان دینا سعادت اور ذریعہ نجات سمجھتے تھے اور جن کے نزدیک محبوب کریم ﷺ کے پاک قدموں کی مقدس خاک کا ہر ایک ذرہ صراط مستقیم سے بھٹکے ہوئے انسانوں کے لئے مشعل راہ تھا اور جو عشق مصطفیٰ علیہ السلام میں تپتی ہوئی ریت پر لٹائے گئے اور جنہوں نے دین ومذہب کی بقا اور اپنے ایمان کی حفاظت کے لئے کفار مکہ کے ہر ظلم وستم کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا لیکن ان کے دلوں سے نہ اسلام کی محبت نکل سکی اور نہ ہی عشق مصطفیٰ ﷺ میں کوئی کمی آئی۔

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے راحت جاں ﷺ کی مثل کوئی نہیں دیکھا' نہ آپ سے پہلے نہ آپ کے بعد۔

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری آنکھوں نے سید المرسلین ﷺ کی مثل کوئی نہیں

دیکھا اور نہ ہی میں نے آپ ﷺ کی مثل کوئی سنا ہے۔

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رحمت دو جہاں ﷺ کے بعد آپ کی مثل کوئی حسین چہرہ نہیں دیکھا۔

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے محبوب دو جہاں ﷺ سے زیادہ کوئی شے حسین نہیں دیکھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا سورج آپ ﷺ کے چہرۂ انور پر کھیلتا ہے یا سورج آپ ﷺ کے رخ انور پر طلوع ہوتا ہے۔

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ریشم و دیبا کو چھو کر دیکھا لیکن محبوب کائنات ﷺ کے دست مبارک ان سے زیادہ نرم و نازک تھے اور میں نے عنبر و کستوری کی خوشبو کو بھی سونگھا لیکن محبوب کریم ﷺ کے پاک پسینے کی خوشبو ان سے زیادہ تھی۔

☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ محبوب کریم ﷺ جس راہ پر چلتے تھے تو کئی کئی دن تک اس راہ سے خوشبو آتی رہتی تھی اور ہم سمجھ جاتے تھے کہ راحت جاں ﷺ اس راہ سے گذرے ہیں۔

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ایک آدمی نے راحت جاں ﷺ سے ایک مسئلہ پوچھا اور میں دروازے کے پیچھے سے سن رہی تھی۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ)! کیا ایک جنبی آدمی روزہ رکھ سکتا ہے؟ رحمت دو جہاں ﷺ نے فرمایا کہ ایسی حالت میں میں بھی روزہ رکھتا ہوں۔ تو اس صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ لست مثلنا یارسول الله ﷺ کہ یارسول اللہ ﷺ آپ ہماری مثل نہیں ہیں۔ (مزید تفصیل ہماری کتاب ''میرا محبوب کتنا حسین ہے'' میں ملاحظہ فرمائیں)۔

یہ ہے ان اہل ایمان کا عقیدہ جن کے دلوں میں عشق مصطفیٰ ﷺ، پیشانیوں پر سجدوں کے نشان اور بازوؤں میں قوت حیدری نمایاں تھی۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا شمع رسالت کے ان پروانوں اور محبوب کبریاء ﷺ کے ان دیوانوں نے قل انما انا بشر مثلکم کی آیت نہیں پڑھی تھی؟ اور کیا وہ اس آیت کے معانی و مطالب نہیں سمجھتے تھے؟ کیوں نہیں، وہ اس آیت کو ہر روز تلاوت بھی کرتے تھے اور وہ اس آیت کے معانی و مطالب کو بھی سمجھتے تھے مگر اس کے باوجود بھی ان کا عقیدہ یہی تھا کہ اس عالم مخلوقات میں محبوب کریم ﷺ کی کوئی مثل نہیں ہے کیونکہ انہوں نے اپنی آنکھوں سے محبوب کریم ﷺ کی انگلی کے اشارے سے آسمان پر چاند کو ٹوٹتے دیکھا اور راحت جاں ﷺ کے حکم سے ڈوبے ہوئے سورج کو واپس لوٹتے ہوئے دیکھا اور سید المرسلین ﷺ کی انگلیوں سے پانی کے چشمے ابلتے ہوئے دیکھے تھے اور آپ ﷺ کے لعاب دہن سے کھارے پانی کو میٹھا ہوتے دیکھا تو وہ کیف و مستی کے عالم میں پکار اٹھے کہ جو محض بشر ہو اس میں ایسے کمالات و اختیارات نہیں ہوتے۔ (مزید تفصیل ہماری کتاب ''صاحب جمال و کمال محبوب ﷺ'' میں ملاحظہ فرمائیں)۔

☆ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات جبکہ چودھویں کا چاند آسمان پر چمک رہا تھا

کہ میں نے راحت جاں کو دیکھا مگر آپ ﷺ کا چہرہ چاند سے زیادہ حسین تھا۔

☆ آ ایک آدمی نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا محبوب کریم ﷺ کا چہرہ مبارک تلوار کی طرح صاف تھا تو حضرت براء بن عازب رضے اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک چودھویں کے چاند کی طرح تھا۔

پاکستان کا جدید ملا اپنے دعویٰ کی دلیل قل انما انا بشر مثلکم والی آیت بڑے زور شور سے بیان کر کے سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکا اور فریب دے کر ان کی کشت ایمان کو تباہ و برباد کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس لئے قارئین کرام سے التماس ہے کہ اس آیت کے معانی و مطالب کو اچھی طرح ذہن نشین کرلیں تا کہ بشر مثلکم کے فتوے لگانے والوں کے دام فریب و مکر سے بچ جائیں۔

عاشقو! قرآن پاک سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں سے سجدہ کروایا اور قرآن پاک ہی سے یہ بھی ثابت ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو آپ کے بھائیوں نے سجدہ کیا۔ وخرو اله سجدا ''سب گر گئے اس کے آگے سجدے میں''۔ مگر جب محسن کامل ﷺ کی باری آئی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے محبوب (ﷺ)! سجدہ حرام ہے' سجدہ نہ کروانا۔ محبوب کریم ﷺ نے عرض کی۔ مولا! تو نے حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں سے سجدہ کروایا اور حضرت یوسف علیہ السلام کو بھائیوں سے سجدہ کروایا اور مجھے حکم ہے کہ سجدہ حرام ہے۔ کیا میری شان ان سے کم ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تجھے اس لئے منع نہیں کیا کہ تیری شان ان سے کم ہے بلکہ اس لئے روکا ہے کہ تیری شان بہت بلند ہے۔ محبوب کریم ﷺ نے عرض کی وہ کیسے؟ تو اللہ کریم نے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ ہوا تو کوئی بات نہیں تھی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ ہوا تو کوئی حرج نہیں تھا لیکن اگر تجھے سجدہ ہو گیا تو پھر مجھے خدا کوئی نہیں کہے گا کیونکہ تیرے ہاتھ میرے ہاتھ' تیری تدبیر میری تقدیر' تیرا بیان میرا قرآن اور جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہما نے پتھروں اور درختوں اور پرندوں اور جانوروں کو نور مجسم ﷺ کو سجدہ کرتے دیکھا تو غلام پکار اٹھے۔

☆ ایک اونٹ نے محبوب کریم ﷺ کو سجدہ کیا۔ صحابہ کرام گفتنه' یارسول اللہ ﷺ ایں حیوان لایعقل ترا سجدہ کرد' ماسزادار تریم بداں کہ اے محبوب ﷺ اگر جانور آپ ﷺ کو سجدہ کرتے ہیں تو ہم زیادہ حقدار ہیں کہ آپ ﷺ کو سجدہ کریں اور جب اس طرح کے مشورے ہونے لگے تو اللہ کریم نے فرمایا کہ قل انما انا بشر مثلکم ''اے میرے محبوب (ﷺ) کہہ دو کہ میں تمہاری مثل ایک بشر ہوں''۔ اللہ کریم نے تو اپنے شان توحید کو قائم رکھنے کے لئے یہ الفاظ محبوب کریم ﷺ سے کہلوائے مگر ملا فتوے لگائے جا رہا ہے اور کیا اللہ کریم نے قل هو الله احد میں اپنی توحید کا اعلان بھی محبوب کریم ﷺ کی ہی زبان پاک سے نہیں کروایا؟ حالانکہ اللہ احد ہی کافی تھا۔ مگر رحمت دو جہاں ﷺ کی زبان پاک سے اس لئے کہلوایا تا کہ

میرے محبوب ﷺ کی رسالت بھی ساتھ ہی بیان ہو جائے۔ مثلاً کسی کے پاس ایک سو روپے کا نوٹ ہے اور یہ حقیقت ہے کہ اس کاغذ کی قیمت سو روپے نہیں ہے۔ وہ تو ایک روپے کا بھی نہیں ہے البتہ اس کاغذ پر جو مہر اور دستخط ہیں اس کی وجہ سے اس کاغذ کے ایک پرزے کی قیمت جہاں بھی جاؤ گے سو روپے ہوگی اور اگر کسی وجہ سے اس کاغذ پر سے مہر یا دستخط مٹ جائیں تو وہ کاغذ ایک پائی کا بھی نہیں رہتا۔ بلا تشبیہ و مثال توحید خداوندی بھی اسی وقت قابل قبول ہو سکتی ہے جب کہ رسالت کی مہر اور دستخط ساتھ ہوں ورنہ رسالت کے بغیر توصرف توحید کسی کو ایمان عطا نہیں کرتی۔

رسالت کی زبان نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ہے اور وہ ایک ہے تو یہ رسالت کی مہر تھی کیونکہ اگر کسی عیسائی کو مسلمان کرنا ہو تو اسے یہ کہا جائے کہ تو صرف لا الہ الا اللہ پڑھ تو بھی مسلمان نہیں ہوگا جب تک محمد رسول اللہ نہ کہے گا۔ تو اس حقیقت کے پیش نظر یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ایمان توحید میں نہیں بلکہ نبوت میں ہے اور ایمان لا الہ الا اللہ میں نہیں بلکہ محمد رسول اللہ میں ہے۔ وہ شان میں پہلے اور یہ ایمان میں پہلے۔ دوسری بات یہ ہے کہ واضع نے جو لفظ کسی کے لئے وضع کر دیا ہے وہی اس لفظ کو بول سکتا ہے کوئی دوسرا نہیں۔ مثلاً ایک آدمی باہر سے گھر آتا ہے تو اس کی ماں دیکھ کر کہتی ہے میرا بیٹا آ گیا۔ پھر بچے دیکھ کر کہتے ہیں کہ ہمارا ابا آ گیا پھر بہن دیکھ کر کہتی ہے کہ میرا بھائی آ گیا اور پھر بیوی دیکھ کر کہتی ہے کہ میرا خاوند آ گیا۔ بیٹا کہنے والی ماں' ابا کہنے والے بچے' بھائی کہنے والی بہن اور خاوند کہنے والی بیوی۔ اپنے اپنے مقام پر سچے ہیں۔ لیکن وہ آنے والا ایک ہی ہے۔ القاب' خطاب اور الفاظ بدلتے گئے۔ مگر وہ ایک ہی ہے لیکن اس کے برعکس اگر ماں کہہ دے کہ میرا خاوند آ گیا یا بیوی کہہ دے کہ میرا بیٹا آ گیا تو یہ یقیناً ایک غیر شریفانہ اور غیر فطری امر ہوگا۔ کیونکہ بیٹے کا لفظ ماں کے لئے ہے اور خاوند کا بیوی کے لئے۔ بیوی بیٹا نہیں کہہ سکتی اور ماں خاوند نہیں کہہ سکتی۔ تو بلا تشبیہ و مثال قل انما انا بشر مثلکم میں بھی بشر کا لفظ اللہ تعالیٰ نے صرف اپنے محبوب کے لئے وضع کیا ہے کہ اے محبوب (ﷺ) تو اپنے آپ کو بشر کہہ سکتا ہے لیکن کسی اور کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ تجھے اپنی مثل کہے مثلاً

☆ حضرت آدم' حوا علیہم السلام نے دربار خداوندی میں عرض کی۔ قال ربنا ظلمنا انفسنا و ان لم تغفر لنا و ترحمنا لنکونن من الخسرین کہ "اے ہمارے رب ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو نے ہمیں نہ بخشا اور ہم پر رحم نہ کیا تو ہم گھاٹے والوں میں سے ہو جائیں گے"۔

☆ حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں اپنے رب کو اس طرح پکارا۔ فنادیٰ فی الظلمت ان لا الہ الا انت سبحنک انی کنت من الظلمین "پھر وہ پکارا اندھیروں میں کہ کوئی حاکم و معبود نہیں سوائے تیرے تو ہے بے عیب' تحقیق میں ظالموں میں سے تھا"۔

اب دیکھئے کہ حضرت آدم و حضرت یونس علیہم السلام اپنے آپ کو ظالم کہہ رہے ہیں لیکن اگر کوئی دوسرا مسلمان ان کو ظالم کہے تو کافر ہے۔ اسی طرح محبوب کریم ﷺ نے بھی کسی مقام پر اپنے آپ کو بشر مثلکم

کہہ دیا ہے تو وہ محض ارشاد خداوندی کی تعمیل ہے۔ حضرت آدم اور حضرت یونس علیہم السلام کی طرح عاجزی' تواضع اور انکساری کے طور پر تھا۔ ورنہ کہاں ہماری ناپاک بشریت اور کہاں وہ نور خدا ﷺ اور پھر بشر مثلکم کہنے میں تو محبوب دو جہاں ﷺ کا اور بھی کمال عجز اور حوصلہ پایا جاتا ہے کیونکہ جس کے امتی فنافی اللہ کے مقام پر پہنچ کر کیف و مستی میں سبحانی ما اعظم شانی اور انا الحق پکار اٹھتے جو کچھ بھی نہیں تھے اور مالک دو جہاں ﷺ سب کچھ ہونے کے باوجود بشر مثلکم فرمائیں تو یہ ضبط و تحمل کی انتہا نہیں تو اور کیا ہے؟

سامعین محترم! یہاں ایک بات قابل غور ہے کہ حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت منصور رحمتہ اللہ علیہ کو اپنے آپ کو خدا کہلوانا تو آسان نظر آیا۔ لیکن محمد (ﷺ) بننے کی جرأت وہ بھی نہ کر سکے۔

☆ رحمت دو جہاں ﷺ کو اپنی مثل کہنا تو درکنار' حقیقت تو یہ ہے کہ جس زمین پر راحت جاں ﷺ کے قدم مبارک لگ گئے' وہ زمین دوسری زمین سے بے مثال اور جس جانور پر محبوب دو جہاں ﷺ نے سواری کی وہ جانور اپنی جنس میں بے مثال اور جس چیز کو حاکم کائنات ﷺ نے چھو دیا یا وہ شے محبوب کریم ﷺ کے جسم پاک سے لگ گئی وہ چیز دوسری اشیاء سے بے مثال ہو گئی۔ کیا اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کی اس لئے قسم نہیں کھائی کہ اس کی مقدس خاک پر محبوب کبریاء ﷺ کے قدم مبارک آئے اور کیا ساری دنیا کے حاجی حجر اسود کو اس لئے نہیں چومتے کہ اس کو رحمت دو جہاں ﷺ نے چوما تھا؟ دنیا میں شہر اور پتھر اور بھی ہیں لیکن مکہ مکرمہ کا شہر اور کعبے کا حجر اسود دوسرے شہروں اور پتھروں سے قابل احترام اور بوسہ گاہ عالم اس لئے ہے کہ وہاں مالک دو جہاں ﷺ کے قدم آئے اور اس کو رحمت دو جہاں نے چوما۔

☆ امہات المؤمنین یعنی شہنشاہِ کون و مکاں ﷺ کی حرم پاک حضرت عائشہ صدیقہ' حضرت خدیجۃ الکبریٰ' حضرت حفصہ اور دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہم جب تک محبوب کبریاء ﷺ کے نکاح میں نہ آئی تھیں' عائشہ عائشہ تھی اور خدیجہ خدیجہ اور حفصہ حفصہ تھی اور وہ دوسری عورتوں کی ہی طرح تھیں۔ ان میں اور دوسری عورتوں میں کوئی فرق اور وجہِ امتیاز نہ تھی لیکن جب وہ محبوب کبریاء ﷺ کے نکاح میں آ گئیں۔ تو پھر وہ دوسری عورتوں سے بے مثال ہو کر ساری کائنات کے مسلمانوں کی مائیں بھی بن گئیں۔ ینسآء النبی لستن کاحدٍ من النسآء ''اے میرے محبوب علیہ السلام کی بیویو! تم دوسری عورتوں کی مثل نہیں ہو''۔ النبی اولی بالمؤمنین من انفسھم وازواجہ امھاتھم ''نبی کریم ﷺ ایمان والوں کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں اور ان کی بیویاں مسلمانوں کی مائیں ہیں''۔

☆ دنیا میں ہزاروں قسم کی قیمتی سے قیمتی کپڑے موجود ہیں لیکن وہ کپڑا جس سے راحت جاں ﷺ کی کالی کملی اور سبز چادر مبارک بنی وہ یقیناً دوسرے کپڑوں سے بے مثل و بے نظیر ہے اور یہی وجہ ہے کہ اللہ

کریم نے قرآن پاک میں ان کپڑوں کی ان الفاظ کے ساتھ مدح وثنا فرمائی ہے۔ یٰآیھا المزمل' یٰآیھا المدثر کہ اے کملی اوڑھنے والے اور اے چادر اوڑھنے والے۔ قرآن پاک کی ان تصریحات کے بعد کیا کوئی مسلمان ایسی جرآت کرسکتا ہے کہ وہ یہ دعویٰ کرے کہ میری عورت نعوذ باللہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جیسی ہے اور میرا کمبل سید المرسلین ﷺ کی کملی کی مثل ہے۔ نہیں اور یقیناً نہیں۔ تو پھر جس نبی کے جسم اطہر پر لگنے والے کپڑے دوسرے کپڑوں سے بے مثال ہیں اور اس کے نکاح میں آنے والی عورتیں دوسری عورتوں سے بے مثل ہیں تو پھر وہ نبی ہماری مثل کیسے ہوسکتا ہے؟

☆ حاکم کائنات ﷺ غزوۂ تبوک سے واپس مدینہ منورہ تشریف لائے اور منبر پاک پر جلوہ افروز ہوئے۔ مدینہ طیبہ کی ہر مقدس گلی میں رونق ہے۔ ہر بازار میں چہل پہل ہے۔ درودیوار سے درود پاک کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں۔ شجر وحجر سلامی دے رہے ہیں' مسلمانوں کے دل فتح وکامرانی کی خوشی میں جھوم رہے ہیں' ہر مرد خنداں' ہر عورت شاداں' ہر بچہ مسرور اور بوڑھا خوش' لشکر اسلام کی شاندار فتح' محسن کائنات ﷺ کی باسلامت واپسی اور دین اسلام کی عظمت پر ہر چیز جھوم رہی تھی۔ محبوب کریم ﷺ کے جانثار امتی اپنے محبوب حقیقی کی قدم بوسی کے ساتھ ساتھ مبارک مبارک کے تحفے بھی پیش کر رہے تھے اور بنی اسد' بنی مرہ اور بنی کنانہ کے وفد مدینہ منورہ آ آ کر حلقہ بگوش اسلام ہو رہے تھے۔ راحت جاں ﷺ کے حقیقی چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے یہ ایمان افروز اور روح پرور منظر دیکھا تو دست بستہ کھڑے ہو کر بارگاہ رسالت میں عرض کی۔ یارسول اللہ (ﷺ) دل چاہتا ہے کہ آپ ﷺ کی شان وعظمت بیان کروں۔ اگر اجازت ہو تو کچھ کہوں؟ فرمایا ہاں! ضرور کہو' اللہ تمہارا منہ سلامت رکھے۔ اس لئے کہ رحمت دوجہاں ﷺ کی مدح وثنا اور تعریف و توصیف کرنی اطاعتِ خدا ورسول ﷺ ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ گویا ہوئے۔

من قبلھا طبت فی الظلال وفی
مستودع حیث یخصف الورق

کہ "یارسول اللہ ﷺ آپ آج ہی خوش نہیں ہیں بلکہ آپ تو پیدا ہونے سے پہلے بھی جنت کے سایہ میں خوش وخوشحالی میں تھے' جہاں پر جنت کے درختوں کے پتے آپس میں جوڑے جاتے ہیں"۔

مطلب یہ کہ حضرت آدم علیہ السلام کو جب جنت سے نکلنے کا حکم ہوا تو جنتی لباس ان کے بدن مبارک سے اتار لیا گیا۔ حضرت آدم علیہ السلام کا بدن مبارک برہنہ ہو گیا اور انہوں نے جنت کے درختوں کے پتے جوڑ کر اپنے بدن مبارک کو ڈھانپا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے کلام کا ماحصل یہ ہے کہ یارسول اللہ ﷺ! حضرت آدم علیہ السلام نے جنت کے جن پتوں کو جوڑ کر اپنے بدن مبارک کو ڈھانپا تھا وہ پتے

آپ ہی تھے۔ بتانا یہ ہے کہ وہ نبی ﷺ جو پیدا ہونے سے پہلے ہمارے باپ حضرت آدم علیہ السلام کے برہنہ بدن کو ڈھانپ سکتا ہے وہ اس کی اولاد یعنی ہم گنہگاروں کو بھی روز محشر اپنی کملی پاک میں چھپا لے گا۔

ثم هبطت البلاد لا بشر
انت ولا مضغته ولا علق

اس کے بعد یارسول اللہ ﷺ آپ نے بلاد یعنی زمین کی طرف نزول فرمایا۔ اس حالت میں کہ اس وقت آپ نہ جما ہوا خون تھے' نہ گوشت کا لوتھڑا تھے اور نہ ہی بشر تھے کیونکہ یہ تمام حالتیں ایک عام انسان اور عام بشر کی تخلیق کی ہیں اور آپ ﷺ تو اس وقت بھی نبی تھے جبکہ حضرت آدم علیہ السلام ابھی مٹی اور پانی میں اور روح اور جسم کے درمیان تھے۔ حضرت عباس رضی الہ عنہ نے پھر زبان اقدس کھولی اور محسن کائنات ﷺ کے سامنے کھڑے ہو کر پھر عرض کی۔

وانت لما ولدت اشرقت
الارض وضاء بنورك الافق

''اور پھر آپ جب پیدا ہوئے تو ساری زمین روشن ہو گئی اور آپ کے نور پاک سے آسمان کے افق اور کنارے منور ہو گئے''۔

فنحن فی ذالك الضياء و فی النور
وسبل الرشاد نخترق

''پس ہم اسی نور اور اسی ضیا میں رشد وہدایت کے راستوں کو طے کر رہے ہیں''۔

قارئین کرام! یاد رہے کہ ایک مرد مومن یعنی مالک دو جہاں ﷺ کے حقیقی چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے رحمت دو عالم ﷺ کے سامنے کھڑے ہو کر جو عقیدہ بیان فرمایا۔ وہ آج سے پندرہ سو سال پہلے کا ہے جبکہ نہ کوئی دیوبندی تھا اور نہ ہی کوئی بریلوی۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے اس ایمان افروز اور باطل سوز عقیدہ کی روشنی میں اب میں محسن کائنات ﷺ کو اپنی مثل محض ایک بشر جاننے والوں سے پوچھتا ہوں کہ کیا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے سامنے قل انما انا بشر مثلكم والی آیت نہ تھی؟ اور کیا وہ رئیس المفسرین اس آیت کے معانی ومطالب نہیں سمجھتے تھے؟ اگر وہ نہیں جانتے تھے تو دلائل سے ثابت کریں اور اگر وہ سب کچھ جانتے تھے' سمجھتے اور مانتے تھے اور یقیناً ایسا تھا تو پھر ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے کیوں نہ نور مجسم ﷺ کو اللہ کا نور' بے مثل بشر اور بے نظیر انسان تسلیم کر کے اللہ اور اس کے رسول مقبول ﷺ کو راضی کر لیا جائے۔

☆ قال القرطبی۔ لم يظهر لنا لمام حسنه صلی الله عليه وسلم لانه لوظهرلنا لمام حسنه لما اطاقت اعيننا ه رويته کہ ''رحمت دو جہاں ﷺ کا تمام حسن و جمال ہم پر

ظاہر نہیں ہوا' کیونکہ اگر آپ ﷺ کا تمام حسن و جمال ظاہر ہو جاتا تو کوئی آنکھ ذات مصطفیٰ ﷺ کو نہ دیکھ سکتی''۔

☆ ملا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اکثر الناس حرفوا الله وما عرفوا رسول الله لان حجاب البشریت عظمیٰ ابصارهم کہ ''بہت سے لوگوں نے اللہ کو تو پہچان لیا لیکن رحمت دو جہاں ﷺ کو نہ پہچان سکے' اس لئے کہ بشریت کے پردوں نے حسن مصطفیٰ ﷺ کو چھپا رکھا ہے'' یا بشریت کے پردوں نے لوگوں کی آنکھوں پر پردے ڈال رکھے ہیں۔

☆ اس حقیقت کو تو دیوبندی حضرات کے امام و پیشوا مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی دیوبند بھی تسلیم کرتے ہوئے اپنے قصائد قاسمی میں یوں لکھتے ہیں کہ ۔

رہا جمال پر تیرے حجاب بشریت
نہ جانا کسی نے کیا ہو جز ستار

یعنی ''اے محبوب خدا (ﷺ)! آپ کے حسن و جمال پر بشریت کا پردہ پڑا رہا' اس لئے اللہ کریم کے سوا اور کوئی نہ جان سکا کہ آپ کیا ہیں''۔

یہی ہم کہتے ہیں کہ ۔

تم ذات خدا سے نہ جدا ہو نہ خدا ہو
اللہ ہی کو معلوم ہے کیا جانئے کیا ہو!

☆ حضرت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی بھی اس حقیقت کو یوں بیان کرتے ہیں۔ حتی لم یظهر جماله کما هو ''یہاں تک کہ رسول اکرم ﷺ کا حسن و جمال جیسا اور جتنا تھا ویسا اور اتنا ظاہر نہیں ہوا'' (نشر الطیب)۔

☆ حضرت شیخ سرہندی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کما قال علیه السلام خلقت من نور الله ودیگراں راایں دولت میسر نشرہ است۔ ''جاننا چاہئے کہ سید المرسلین محبوب کبریاء ﷺ کی تخلیق دوسرے عام انسانوں کی تخلیق کی طرح نہیں ہے بلکہ دنیا میں کوئی انسان بھی ان سے کوئی مناسبت نہیں رکھتا کیونکہ نبی کریم ﷺ اربعہ عناصر رکھنے کے باوجود اللہ کریم کے نور پاک سے پیدا ہوئے اور یہ عظمت کسی اور کو حاصل نہیں ہے' جیسا کہ محبوب کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ کے نور سے پیدا کیا گیا ہوں''۔

☆ آنکھوں پر ضلالت و گمراہی اور بدعقیدگی کے پردے رکھنے والے جو کہ حضرت محبوب کبریا ﷺ کو محض بشر کہتے ہیں اور انہیں دوسرے انسانوں کی مثل تصور کرتے ہیں' آخر کار کافر و منکر ہو کر مرے' اور ''ایمان کی دولت رکھنے والے کہ جنہوں نے امام الانبیاء ﷺ کو رسالت عامہ اور رحمت دو جہاں ﷺ کے شرف و مرتبہ سے سرفراز جانا اور دوسرے عام انسانوں سے ممتاز و عظیم سمجھا۔ ایمان کی

دولت سے مالا مال ہو گئے اور اہل نجات میں سے ہو گئے''۔

یہ ہیں شیخ سرہندی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ جو رحمت دو جہاں ﷺ کو بشر کہنے والوں کو منکر و گمراہ کہہ رہے ہیں۔ ہاں ہاں۔ وہی مرد کامل۔ وہی مرد مجاہد۔ وہی مرد حق پرست اور وہی مرد باطل شکن' کہ جن کی ذات اقدس پر پوری ملت اسلامیہ کو ناز ہے۔ وہی امام ربانی' جنھوں نے ہندوستان کے شہنشاہ اکبر کے پھیلائے ہوئے ضلالت و گمراہی کے اندھیروں میں حق و ہدایت کی شمع روشن کی' الحاد و بدعت کی تاریکیوں میں سنت و شریعت کے چراغ جلائے اور اس وقت کے مسلمانوں کی دین و ایمان کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو ناخدا بن کر کنارے پر لگایا۔ جبکہ اکبر کی باطل پرستی اور غیر اللہ کو سجدہ کرنے کی کافرانہ رسم کی وجہ سے کفر و الحاد کے طوفانوں میں ڈگمگا رہی تھی۔

پھر جہانگیر کے خلاف بے سروسامانی کے عالم میں صرف اپنی دین و ایمان کی قوت سے حق و صداقت کی آواز بلند کر کے جہانگیر کے شاہی محلات میں زلزلہ بپا کر دیا اور تختِ طاؤس میں جڑے ہوئے موتیوں اور لعل و جواہرات کو اپنی جوتیوں کی ٹھوکر سے پامال کرتے ہوئے شہزادہ سلیم کے تاریک دل میں رشد و ہدایت کا چراغ روشن کر دیا۔ جن کے حضور درویش لاہوری اقبال مرحوم نذرانہ عقیدت یوں پیش کرتا ہے۔

حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر
وہ خاک جو ہے زیر فلک مطلع انوار
اس خاک کے ذروں سے ہیں شرمندہ ستارے
اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحب اسرار
گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
جس کے نفسِ گرم سے ہے گرمیٔ احرار

☆ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ وهو يبرق وجهه من السرور کہ ''محبوب کریم ﷺ کی پیشانی مبارک پر جب کبھی شکنیں پڑتی تھیں تو وہ چاند کے ٹکڑے کی طرح چمکنے لگتیں''۔ حتى كانه قطعته قمر (بخاری)۔

☆ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ ان رسول الله دخل علينا مسرورا تبرق اساریر وجهه کہ راحت جاں ﷺ ایک دن میرے پاس تشریف لائے اس حالت میں کہ آپ بہت خوش و مسرور تھے تو میں نے دیکھا کہ نور مجسم ﷺ کی پیشانی مبارک کی شکنیں چمک رہی تھیں (بخاری)۔

☆ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا۔ كان وجهه النبی مثل السيف قال لا ۔ بل مثل القمر ''کیا محبوب کریم ﷺ کا چہرہ اقدس تلوار کی مثل تھا جواب دیا' نہیں۔ بلکہ چاند کی مثل تھا''۔

کیوں؟ اس لئے کہ تلوار میں گولائی نہیں ہوتی اور چاند میں گولائی ہوتی ہے جو کہ حسن اور خوبصورت میں زیادتی کی طرف اشارہ ہے۔ قطعة قمر ''چاند کا ٹکڑا''۔

سامعین محترم! میں نے مختصر طور پر رحمت دو عالم ﷺ کے متعلق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ' مسلک اور ایمان بیان کیا ہے تا کہ دنیائے اسلام اور پوری ملت اسلامیہ کو پتہ چل جائے کہ اسلام کے ان مایۂ ناز احباب کرام' دین کے ان عظیم انسانوں' توحید و رسالت کے ان مقدس فرزندوں اور شریعت مطہرہ کے ان بلند مرتبہ و عالی مقام مسلمانوں نے اپنی آنکھوں سے اچھی طرح حسن نور مجسم اور جمال مصطفیٰ ﷺ کو دیکھا اور پھر بشر مثلکم کی آیت پڑھ کر اور اس کے معانی کو سمجھتے ہوئے وہ اپنے آقا و مولا ﷺ کو بے مثل بشر اور بے نظیر انسان سمجھتے تھے اور اس کے مقابلے میں اہل بصیرت حضرات پر یہ راز بھی کھل جائے کہ آج کل کے بے ادب گستاخ اور بد عقیدہ لوگ نام نہاد سنیت کے پردہ میں اس نور خدا کو اپنی مثل ہی کا ایک معمولی بشر اور بے اختیار انسان جان کر اپنی تقریروں اور تحریروں کے ذریعہ کیسی ضلالت و گمراہی پھیلا رہے ہیں۔ یہ عجیب بات ہے کہ رب تو اپنے محبوب ﷺ کو حکم دے کہ اعلان کر دو کہ میں بھی تمہاری مثل ایک بشر ہوں اور نبی کریم ﷺ اعلان فرمائیں کہ میری مثل کون ہے؟ یعنی کہ کوئی بھی نہیں۔ اللہ کا حکم قل انما انا بشر مثلکم نبی کا اعلان۔ ایکم مثلی۔ انی لست کھیتکم انی لست مثلکم کہ میں تمہاری طرح کا نہیں ہوں میں تمہاری مثل نہیں ہوں۔ انی لست کاحد منکم کہ میں تم سے کسی ایک کی مثل نہیں ہوں۔

ان بے ادب اور نام نہاد ایمان والوں سے میں پوچھتا ہوں کہ کیا محبوب کریم ﷺ نے نعوذ باللہ جھوٹ بولا۔ جھوٹ کہا اور غلط بیانی سے کام لیا؟ اگر جواب ہاں میں ہے تو قرآن و حدیث کی روشنی میں ثابت کرو' اور اگر جواب نفی میں ہے اور یقیناً ہے تو پھر حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے لال ﷺ کو بے مثل بشر اور بے نظیر انسان تسلیم کرنے میں دیر کیوں؟ اور بشر مثلکم پر اتنی ضد اور ہٹ دھرمی کیوں؟ حقیقت یہ ہے کہ فطرت ابدی و ازلی نے حسن محبوب کبریاء اور رخ نور مجسم ﷺ کو بشریت کے پردوں کو مزمل و مدثر کا نام دے کر ان میں چھپا دیا کہ نظام دو عالم برہم نہ ہو جائے۔

ان کے رخ سے پردہ اٹھ جائے تو پھر معلوم ہو
کس کو کتنی بے خودی اور کس کو کتنا ہوش ہے

سامعین محترم! رحمت دو جہاں ﷺ کے بے مثل و بے نظیر ہونے کے دلائل قرآن و حدیث اور روایات معتبرہ سے ثابت کرنے کے بعد اب ان سوالوں کا جواب پیش کیا جائے گا جو مخالفین کی طرف سے عقائد اہلسنت والجماعت پر ہوتے ہیں۔

سوال:۔ بخاری شریف جلد اول صفحہ ۵۸۔ ابن ماجہ شریف صفحہ ۸۵ میں ہے کہ ایک دن راحت جاں ﷺ نے نماز پڑھائی اور دو رکعت پر ہی سلام پھیر دیا تو ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ یا رسول

اللہ ﷺ کیا نماز میں کمی ہوگئی ہے یا آپ ﷺ بھول گئے ہیں؟ تو محبوب کریم ﷺ نے فرمایا۔ ولکن انما انا بشر مثلکم و انسی کما تنسون فاذا نسیت منه فذکرونی کہ "میں بھی تمہاری مثل ایک بشر ہوں۔ جیسے تم بھولتے ہو میں بھی بھول جاتا ہوں۔ پس جب میں بھول جاؤں تو مجھے یاد کرادیا کرو"۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام ہماری مثل بشر بھی تھے اور بھولتے بھی تھے۔

جواب:۔ بخاری شریف جلد اول صفحہ ۴۹ اور ابن ماجہ شریف صفحہ ۸۶ میں اس کا جواب ہے کہ حضرت ذوالیدین نے جب عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ آپ بھول گئے ہیں یا نماز کم ہوگئی؟ تو رحمت دوجہاں ﷺ نے فرمایا لم انسی ولم تقصر کہ نہ میں بھولا ہوں اور نہ ہی نماز کم ہوئی ہے۔ راحت جاں ﷺ کا ہماری مثل ہونا ان کے بھولنے پر موقوف تھا اور جب آپ ﷺ بھولتے ہی نہ تھے تو ہماری مثل بھی نہ ہوئے۔ اصل بات یہ ہے کہ رحمت دوجہاں ﷺ کو اللہ کی طرف سے کسی خاص وقت میں بھلایا جاتا تھا کیونکہ اگر آپ ﷺ کو بھلایا نہ جاتا تو نماز میں ہمارے بھولنے پر ہماری نمازیں کیسے صحیح ہوتیں؟ گویا رحمت کائنات ﷺ کا بھولنا بھی دین اور شریعت ہے۔ سنقریئك فلا تنسی الا ما شآء الله ہم پڑھادیں گے تجھ کو کہ تو پھر نہ بھولے گا مگر جو چاہے اللہ۔

سوال:۔ اگر نبی کریم ﷺ نور تھے تو میدان احد میں دندان مبارک کیوں شہید ہوئے اور خون کیسے نکلا جبکہ نور کے نہ دانت ہوتے ہیں اور نہ اس کا خون؟

جواب:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عزرائیل علیہ السلام کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف ان کی روح مبارک قبض کرنے کو بھیجا اور جب حضرت عزرائیل علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے تو فلطم موسیٰ علیه السلام عینی ملك الموت۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ملک الموت کو تھپڑ مارا کہ حضرت عزرائیل علیہ السلام کی آنکھ نکل گئی (مسلم شریف)۔ محبوب کریم ﷺ کی اس حدیث پاک کے مطابق خلقت الملئكة من النور کہ تمام فرشتے نور سے پیدا کئے گئے ہیں۔

حضرت عزرائیل علیہ السلام بھی نور سے تھے مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تھپڑ مارنے پر ان کی آنکھ نکل آتی ہے مگر عزرائیل علیہ السلام کے نور ہونے میں کوئی فرق نہیں آتا تو اسی طرح میدان احد میں راحت جاں ﷺ کے دندان مبارک شہید ہونے اور خون نکلنے سے آپ ﷺ کے نور ہونے میں بھی کوئی فرق نہیں آتا۔

سوال:۔ اگر نبی کریم ﷺ نور تھے تو کھاتے پیتے کیوں تھے؟ اور آپ ﷺ کی اولاد کیوں تھی؟ اور آپ ﷺ کے جسم پاک سے خون کیوں نکلتا تھا؟ یہ سب چیزیں نور کے منافی ہیں۔

جواب:۔ حق تو یہ تھا کہ جن میں مالک دوجہاں ﷺ نے اپنی ساری زندگی بسر کی اور جن کو محبوب کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے۔ انا من نور الله و کل خلائق من نوری کہ میں اللہ کے نور سے

ہوں اور تمام مخلوق میرے نور سے ہے اور اول ما خلق الله نوری کہ سب سے پہلے اللہ کریم نے میرے نور کو پیدا کیا وہ یہ سوال کرتے۔ نور مجسم ﷺ نے فرمایا کنت نبینا و ادم بین الماء والطین (مشکوٰۃ شریف) کہ اس وقت بھی میں نبی تھا جب کہ حضرت آدم علیہ السلام ابھی مٹی اور پانی میں تھے۔ ان تمام امور کے پیش نظر حق تو یہ تھا کہ وہ لوگ یہ سوال کرتے کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ اپنے متعلق مجسمہ نور ہونے کا بھی اعلان فرماتے ہو اور پھر کھاتے پیتے بھی ہو اور اولاد بھی پیدا کرتے ہو۔ مگر کسی نے راحت جاں ﷺ سے اس قسم کا کبھی سوال نہیں کیا تھا۔ مگر چودہ سو سال کے بعد پاکستان کے جدید ملا کو اللہ جانے نبی کریم ﷺ سے کیا دشمنی ہے؟ اس کی پوری تشریح پر غور کرنے سے یہ مسئلہ پوری طرح سمجھ میں آ جائے گا جو مندرجہ ذیل ہے:۔

نبی کریم ﷺ کی بہت سی حیثیتوں میں سے دو حیثیتیں یہ بھی ہیں۔ نورانیت اور بشریت اور یہ دونوں اپنے اپنے مقام پر صحیح ہیں اور علمائے حق اہل سنت و الجماعت کا ان دونوں پر ایمان ہے کہ رحمت دو جہاں ﷺ نور بھی ہیں اور بشر بھی۔ لیکن بحث مصفا بشر ہونے میں نہیں ہے بلکہ بشر مثلکم میں ہے اور جب نبی کریم ﷺ بحیثیت نور کے ہونگے تو اس وقت نور کے تمام لوازمات بھی ان کے ساتھ ہوں گے اور جب بحیثیت بشر کے ہوں گے تو بشریت کے تمام تقاضے بھی آپ کے ساتھ ہوں گے اور بعض امور نور کے لئے محال عادی ہوتے ہیں اور بعض بشر کے لئے مثلاً کھانا پینا، نکاح کرنا، اولاد پیدا کرنا اور جسم کے کسی حصہ سے خون کا جاری ہونا یہ نور کے لئے محال عادی ہیں اور کئی کئی دن تک کچھ نہ کھانا اور آن واحد میں لوح و قلم، عرش و کرسی کی سیر کرنا اور لامکاں تک جانا یہ بشر کے لئے محال عادی ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ بشر مثلکم کے فتوے لگانے والوں کو مالک دو جہاں ﷺ کھاتے پیتے، نکاح کرتے اولاد پیدا کرتے اور آپ کے جسم اطہر سے خون نکلتا تو نظر آ گیا مگر راحت دو جہاں ﷺ کا کئی کئی دن تک کچھ نہ کھانا اور آن واحد میں عرش پر جانا ان کو نظر نہ آیا۔ یہ ٹھیک ہے کہ نور کھاتا پیتا نہیں مگر یہ بھی درست ہے کہ بشر کھائے پیئے بغیر رہتا بھی نہیں۔ مگر یہ احادیث سے ثابت ہے کہ جان کائنات ﷺ کئی کئی دن تک کچھ نہ کھاتے پیتے اور یہ صحیح ہے کہ میدان احد میں رحمت دو جہاں ﷺ کے جسم پاک سے خون نکلا تو یہ بھی ثابت ہے کہ راحت دو جہاں ﷺ کا سینہ چاک کیا گیا تو خون کا ایک قطرہ بھی نہ نکلا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ محبوب کریم ﷺ ایک دن بچوں میں کھیل رہے تھے کہ جبریل علیہ السلام آئے اور انہوں نے نبی کریم علیہ السلام کو لٹایا اور رحمت دو جہاں ﷺ کے سینہ پاک کو چاک کیا۔ یہاں تک کہ بچوں نے حضرت دائی حلیمہ رضی اللہ عنہا کو آ کر کہا کہ فقالوا ان محمد اقد قتل کہ حضرت محمد قتل کر دیئے گئے ہیں اور پھر معراج کی پاک رات کو حضرت جبریل علیہ السلام نے راحت دو جہاں ﷺ کا سینہ چاک کیا (مشکوٰۃ شریف، مسلم شریف)۔

فشرح صدری کہ میرا سینہ کھولا گیا اور پھر دل کو باہر نکال کر چیرا گیا اور پھر اس کو آب زمزم

سے دھویا گیا۔ یہ سب کچھ ہوا مگر لہو کی ایک بوند بھی نہ ٹپکی تو ان حقائق کے پیش نظر رحمت دو جہاں ﷺ کو اپنی مثل بشر کہنے والوں سے پوچھا جائے کہ کھانے پینے اور خون نکلنے کی وجہ سے اگر محبوب کریم ﷺ ہماری طرح کے ایک بشر تھے تو جب کئی کئی دن تک رحمت دو جہاں ﷺ کچھ نہیں کھاتے تھے اور جب آپ کے جسم پاک سے لہو کی ایک بوند بھی نہ نکلی تھی تو اس وقت آپ کیا تھے۔

اصل بات یہ ہے کہ ان دونوں صورتوں میں رحمت دو جہاں ﷺ کا مجسمہ اعجاز ہونا ثابت ہو کر کمال نبوت ورسالت کی اور بھی ایک بین دلیل بن جاتا ہے۔ مثلاً نور کھاتا نہیں ہے اور اگر وہ کسی وقت کھالے تو یہ نور کا معجزہ اور بشر کھائے بغیر رہتا نہیں اور اگر وہ نہ کھائے تو یہ بشریت کا معجزہ ہے۔ نور سے خون نہیں نکلتا اور اگر کسی وقت اس سے نکل آئے تو یہ نور کا معجزہ اور بشر سے خون ضرور نکلتا ہے اور اگر کسی وقت اس سے نہ نکلے تو یہ بشریت کا معجزہ۔ مثلاً لکڑی کھاتی نہیں مگر جب اس کی ماہیت بدل جائے اور وہ ایک اژدہا کی صورت بن جائے تو پھر اسے فرعون کے سانپ کھانے ہی پڑتے ہیں۔ بلاتشبیہ ومثال محسن کائنات ﷺ بھی جب تک نور کی حیثیت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کی جھولی میں تھے کچھ کھاتے پیتے نہیں تھے مگر جب بشریت کا جامہ اوڑھ کر مکہ مکرمہ میں جلوہ افروز ہوئے تو آپ کو بھی کھانا اور پینا پڑا۔

سوال۔۔ کیا نور لباس بشری میں آسکتا ہے؟ جواب۔۔ کیوں نہیں۔ قرآن وحدیث سے یہ ثابت ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام اور دوسرے فرشتے نور ہونے کے باوجود لباس بشری میں آتے رہے۔ قرآن کریم میں ہے۔ فارسلنا الیها روحنا فتمثل لها بشرا سویا ''پس ہم نے جبریل علیہ السلام کو مریم کے پاس بھیجا مکمل بشر کی صورت میں''۔ هل اتاك حديث ضيف ابراهيم المكرمين۔ اذا دخلوا عليه فقالو سلاما۔ قال سلام قوم منكرون اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے معزز مہمانوں کی بات بتلا رہا ہے کہ جب وہ فرشتے لباس بشری میں مہمان بن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس گئے اور سلام کیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ تم کچھ اوپرے ہو۔

☆ عن عمر بن الخطاب قال بينما عند رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم اذ طلع علينا رجل شديد بياض اشياب شديد سواه الشعر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم راحت جاں ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ایک آدمی آیا۔ اس کے بہت ہی سفید کپڑے تھے اور بہت ہی سیاہ بال تھے اور وہ دوزانوں ہو کر ادب کے ساتھ رحمت دو جہاں ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا اور کچھ مسئلے پوچھنے لگا۔ محبوب کریم ﷺ جواب دیتے رہے اور جب وہ چلا گیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ اتدری من السائل قلت الله ورسوله اعلم قال فانه جبريل اتكم يعلمكم دينكم کہ ''اے عمر (رضی اللہ عنہ)! کیا تو جانتا ہے کہ یہ کون تھا؟ تو میں نے عرض کی کہ اللہ جانے یا اللہ کا رسول (ﷺ)۔ تو جان رحمت ﷺ نے فرمایا کہ

یہ جبریل (علیہ السلام) تھا جو تمہیں دین سکھانے آیا تھا'' (مشکوۃ شریف)۔

☆ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جنگ احد میں راحت جاں ﷺ کے دائیں اور بائیں دو آدمی دیکھے جو سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے اور بڑی بہادری سے لڑ رہے تھے۔ جنگ کے بعد میں نے عرض کی تو حاکم کائنات ﷺ نے فرمایا کہ ایک جبریل علیہ السلام تھا اور دوسرا میکائیل تھا۔

سامعین محترم! قرآن وحدیث کے مطابق اب یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ فرشتے جو کہ نور ہی نور ہیں' لباس بشری اور انسانی صورت میں آتے رہے مگر ان کے نور ہونے میں کوئی فرق نہ آیا اور کوئی بھی ان کو اپنی مثل بشر نہ کہتا لیکن مالک کائنات ﷺ اپنی کالی کملی اور سبز چادر میں اپنے نور الٰہی کو چھپا کر حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی آغوش رحمت میں تشریف لائے تو آپ ﷺ کے نور میں بھی کوئی فرق نہیں آتا۔ یہ عجیب بات ہے کہ جبریل و میکائیل علیہم السلام اور دوسرے نوری فرشتے انسانی صورت اور لباس بشری میں سفید کپڑے پہن کر اور سیاہ بالوں کے ساتھ آ جائیں تو پھر بھی نور کے نور اور اگر جان رحمت ﷺ کالی کملی اوڑھ کر اور سبز چادر پہن کر تشریف لائیں تو بشر مثلکم سمجھ میں نہیں آتا۔ اصل بات یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کو اپنی مثل بشر سمجھنے والے نبوت اور رسالت کے مقام اور راحت جاں ﷺ کے کمالات و صفات کے دشمن ہیں ورنہ کہاں ہم اور کہاں وہ نور مجسم ﷺ۔ اس موضوع کے آخر میں شان مصطفیٰ ﷺ کی ایک واضح حقیقت پر غور کرو کہ کسی مفسر نے حروف مقطعات کا کوئی معنی نہیں کیا۔ یعنی طٰهٰ یٰسٓ یہ بھی حروف مقطعات میں سے ہیں اور قرآن پاک کا ترجمہ کرنے والوں نے ان کا کوئی معنی نہیں کیا۔ کیونکہ ان کا معانی و مطالب انسانی علم و عقل اور فہم و فراست سے بالاتر ہیں اور طٰهٰ یٰسٓ محبوب کریم علیہ السلام کی ہی دو صفات ہیں تو جس کی صفات انسانی علم و فراست سے باہر ہیں ان کی ذات کو کون سمجھ سکتا ہے؟ ''اللہ ہی کو معلوم ہے کیا جانیے کیا ہو''۔ سامعین محترم! حقیقت تو یہ کہ بشریت و نورانیت محبوب کریم ﷺ کے دو لباس ہیں اور خود نور مجسم ﷺ کیا ہیں اس کو سوائے مالک حقیقی کے کوئی نہیں جانتا۔ حاکم کائنات ﷺ نے اعلان و ارشاد فرمایا۔ یا ابابکر لم یعر فنی حقیقة سوا ربی ''اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) میری حقیقت کو میرے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا''۔ اللہ کریم بطفیل زلف محبوب کریم ﷺ ہماری حاضری کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے' دارین کی نعمتیں اور خوشیاں عطا فرمائے۔ سامعین و حاضرین کو بار بار حرمین شریفین کی حاضری سے مشرف فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین طٰهٰ و یٰسٓ ﷺ
طالب! اس جہان خواب میں دیدار محبوب کریم ﷺ
اور! اُس جہاں حساب میں شفاعت محبوب کریم ﷺ
حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یوں عشق محبوب ﷺ مرا دم ساز ہوا ہے
لگتا ہے کہ اب عمر کا آغاز ہوا ہے

چیف آرگنائزر بزم عشاق

حضرت علامہ حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی کی عالمانہ، عارفانہ، عاشقانہ چند تحریریں

☆	وسیلہ محبوب ﷺ	☆	ادب و تعظیم محبوب ﷺ
☆	گریہ محبوب ﷺ	☆	نور الہدیٰ ﷺ
☆	عشق خیر الوری ﷺ	☆	عجب چیز ہے لذت آشنائی
☆	اطاعت محبوب ﷺ	☆	شمس الضحیٰ ﷺ
☆	شان غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ	☆	صاحب الجود والکرم ﷺ
☆	راحت دو جہاں ﷺ	☆	اسلام میں دل جوئی کا مقام
☆	لفظ ولی کا معنی و مفہوم	☆	اسلام میں دل شکنی جائز نہیں
☆	عقیدت کے پھول	☆	کیا وسیلہ سے مانگنا جائز ہے
☆	آئینہ جمال کبریاء ﷺ	☆	وسیلتنا فی الدارین ﷺ
☆	بنا کے مصور نے توڑا قلم	☆	جب بھی مانگو وسیلے سے مانگو
☆	محبت اور علامات محبت	☆	کون کہتا ہے وسیلہ سے مانگنا جائز نہیں
☆	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عقائد	☆	وبا لوالدین احسانا
☆	عشق است امام من	☆	آنچہ خوباں ہمہ دارند
☆	رحمت دو جہاں ﷺ	☆	اہل ایمان سلام کہتے ہیں؟
☆	پیکر حسن و جمال ﷺ	☆	اسمائے محبوب ﷺ

☆	فضائل رمضان وقرآن مجید	☆	انما المؤمنون اخوہ
☆	روزہ کے طبی فوائد	☆	خیر کم من تعلم القرآن وعلمہ
☆	فضیلت علم اور صاحب علم	☆	محبت الٰہی کے ثمرات
☆	قرآن مجید ایک نعت مسلسل ہے	☆	نور بشر کی وضاحت
☆	ہر گل، ہر شجر میں محمد ﷺ کا نور	☆	میرے مرشد لجپال
☆	عظمت مصطفیٰ ﷺ	☆	خطبات زماں (1 تا 12)
☆	امتی تیری قسمت پہ لاکھوں سلام	☆	مقالات زماں (1 تا 10)
☆	حقوق مصطفیٰ ﷺ	☆	مقالات عشق رسول ﷺ
☆	ورفعنالك ذكرك	☆	مقالات سیرت محبوب ﷺ
☆	سلطان دو جہاں ﷺ	☆	مقالات صورت محبوب ﷺ
☆	نسبت محبوب ﷺ	☆	محبت کی لازوال داستاں
☆	جان ایماں ﷺ	☆	مساوات محبوب ﷺ
☆	روح ایماں ﷺ	☆	شاید کہ اتر جائے ترے دل میں میری بات
☆	مسلمانوں کے حقوق		تم سے کیا محبت ہوگئی
☆	افضل الخلق ﷺ		جیسے میرے محبوب ہیں ایسا نہیں کوئی
☆	احسن الخلق ﷺ	☆	کھنچتی ہے کھال کٹتی ہے گردن
☆	اول الخلق ﷺ		عشق ہے تماشہ نہیں ہے
☆	پیکر نور ﷺ	☆	صبر حسین بھی ہے عشق
☆	تذکرہ حسن محبوب ﷺ		صدق خلیل بھی ہے عشق
☆	اسلام میں دوستی کا تصور	☆	دن تو تیرے ہی تصور میں گزر جاتا ہے
☆	علم کی فضیلت واہمیت قرآن و	☆	عارفانہ تقریریں

	حدیث کی روشنی میں	☆	پیام محبت
☆	اخلاق سے کام لوگر دل جیتنے ہیں	☆	وہ مصور کیسا ہوگا؟
☆	نظام مصطفیٰ ﷺ ہی میں امن و	☆	اہل دل
	سکوں ہے	☆	صحیفہ عشق
☆	جنت کے مالک	☆	عقل و عشق
☆	جہنم کا ایندھن	☆	عشق اور اہل عشق
☆	قلب سلیم	☆	ذوق زماں
☆	آداب محبت	☆	خیال زماں
☆	اسلاف کا جذبہ ایثار	☆	باب عشق
☆	اسلاف کا شوق علم	☆	داستان عشق
☆	اسلاف کا اخلاق	☆	شمع اور پروانے
☆	اسلاف کا عشق	☆	فضائل و مسائل نماز
☆	حقیقت عظمت	☆	نماز کے طبی فوائد
☆	حقیقت عشق (۱ تا ۴)	☆	نماز کے روحانی فوائد
☆	حقیقت انساں	☆	فضائل قرآن مجید
☆	عشق کی باتیں	☆	سوز محبت
☆	دیوان عشق	☆	اعزاز محبت
☆	بخشش کے بہانے	☆	حقیقی محبت
☆	عاشقانہ تقریریں	☆	حلاوت ایمان
☆	عالمانہ تقریریں	☆	حقیقت ایمان
☆	درس محبت	☆	دعوت فکر

☆	بیان عشق و محبت	☆	جنت اور اہل جنت
☆	مدارج عشق و محبت	☆	احترام سادات
☆	کرامات اولیاء	☆	دنیا میں جنت
☆	محبت و محبوبیت		میری پسند
☆	ماں کی عظمت	☆	روحانی حکایات
☆	محبت کی نہیں جاتی ہو جاتی ہے	☆	،گلدستہ حکایات
☆	علماء کا شرعی مقام اور معاشرتی حیثیت	☆	لو میرج کی شرعی حیثیت
☆	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور عشق	☆	صوفیاء اور عشق
☆	علماء اور عشق	☆	شعراء اور عشق
☆	خواص اور عشق	☆	عوام اور عشق
☆	حلاوت ایمان	☆	سلطان دو جہاں ﷺ
☆	اعزازِ محبت	☆	مدارجِ اہل علم
☆	عشق حقیقی و مجازی	☆	راہ رسمِ عشق و محبت
☆	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معیارِ ادب و محبت	☆	حسین محبوب ﷺ کا حسین تذکرہ
☆	تاجدار عشق	☆	زلفوں کے اسیر
☆	تجھ سا حسین کوئی نہیں	☆	جان کائنات ﷺ
☆	باعث تسکینِ دل و جان ﷺ	☆	عامل اور عملیات
☆	حُسن ایماں	☆	معجزات انبیاء علیہم السلام
☆	زندگی آمد برائے بندگی	☆	میرے محسن